بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 70

شمارہ 18

ایڈیٹر
منصور احمد

نائب
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

23 رمضان 1442 ہجری قمری ● 6 ہجرت 1400 ہجری شمسی ● 6 مئی 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ
اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ
لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ
(المائدہ:10)

ترجمہ: اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے (کہ) اُن کیلئے مغفرت اور ایک بہت بڑا اجر ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 30 اپریل 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہیں اور لوگوں کو تجربہ کیلئے بلاتے ہیں
ہماری غرض اس سے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ لوگوں کو اس خدا کی طرف رہنمائی کریں جسے ہم نے خود دیکھا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اللہ تعالیٰ کی حالت غیب میں رہنے کی حکمت

میرے نزدیک مورتی بنانے والوں نے خدا تعالیٰ کی اس حکمت اور راز کو نہیں سمجھا جو اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایک حالت غیب میں رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کا غیب میں ہی ہونا انسان کیلئے تمام تلاش اور جستجو اور کل تحقیقاتوں کی راہوں کو کھولتا ہے۔ جس قدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہیں، وہ گو موجود تھے اور ہیں لیکن ایک وقت میں وہ غیب میں تھے۔ انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اپنی چمکار دکھائی اور گوہر مقصود کو پالیا۔ جس طرح پر ایک عاشق صادق ہوتا ہے، اس کے محبوب اور معشوق کی غیر حاضری اور آنکھوں سے بظاہر دور ہونا اس کی محبت میں کچھ فرق نہیں ڈالتا بلکہ وہ ظاہری ہجر اپنے اندر ایک قسم کی سوزش پیدا کر کے اس پریم بھاؤ کو اور بھی ترقی دیتا ہے۔ اسی طرح پر مورتی لے کر خدا کو تلاش کرنے والا کب سچی اور حقیقی محبت کا دعویدار بن سکتا ہے، جبکہ مورتی کے بدوں اس کی توجہ کامل طور پر اس پاک اور کامل حسن ہستی کی طرف نہیں پڑ سکتی۔ انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے۔ اگر اس کو اس سوختہ دل عاشق کی طرح چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت میں بیداری کی ہو یا خواب کی، اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھ لے کہ واقعی مجھے خدا تعالیٰ سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خدا تعالیٰ کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے، لیکن اگر درمیانی امور اور خارجی بندھن اور رکاوٹیں اس کی توجہ کو پھرا سکتی ہیں اور ایک لحظہ کیلئے بھی وہ خیال اس کے دل سے نکل سکتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کا عاشق نہیں اور اس سے محبت نہیں کرتا اور اسی لئے وہ روشنی اور نور جو سچے عاشقوں کو ملتا ہے اسے نہیں ملتا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں آکر اکثر لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ نادانوں نے اپنی محبت کا امتحان نہیں کیا اور اس کا وزن کئے بدوں ہی خدا پر بدظن ہو گئے ہیں۔ پس میرے خیال میں خدا تعالیٰ کا غیب میں رہنا انسان کی سعادت اور رشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اسکی روحانی قوتوں کو صاف کر کے جلا دینے کیلئے تاکہ وہ نور اس میں پرکاش ہو۔ ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہیں اور لوگوں کو تجربہ کیلئے بلاتے ہیں، بعض لوگ ہم کو دوکان دار کہتے ہیں، کوئی کچھ بولتا ہے کوئی کچھ۔ غرض ان بھانت بھانت کی بولیوں کو سن کر جو ہر ملک میں جو اس دنیا پر آباد ہے یورپ، امریکہ وغیرہ میں اشتہار دیتے ہیں اس کی غرض کیا ہے۔

ہماری غرض

ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں تاکہ لوگوں کو اس خدا کی طرف رہنمائی کریں جسے ہم نے خود دیکھا ہے۔ سنی سنائی بات اور قصہ کے رنگ میں ہم خدا کو دکھانا نہیں چاہتے بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کر کے دنیا کو خدا تعالیٰ کا وجود منوانا چاہتے ہیں۔ یہ ایک سیدھی بات ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف جس قدر کوئی قدم اٹھاتا ہے خدا تعالیٰ اس سے زیادہ سُرعت اور تیزی کے ساتھ اس کی طرف آتا ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات میں سے کچھ بھی حصہ نہ لے گا جو خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور بے انتہا طاقتوں کا نمونہ ہوں۔

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 291، مطبوعہ قادیان 2018)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعد تدفین قبر پر نماز جنازہ

(1247) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہو گیا، جس کی عیادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ وہ رات کو فوت ہوا تو لوگوں نے اُسے رات کو ہی دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپؐ کو خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں کس نے روکا تھا کہ مجھے اطلاع دے دیتے۔ انہوں نے کہا رات تھی اور اندھیرا تھا اس لئے ہم نے ناپسند کیا کہ آپؐ کو تکلیف دیں۔ آپؐ اس کی قبر پر آئے اور نماز (جنازہ) پڑھی۔

اس شخص کی فضیلت جس کا بچہ فوت ہو جائے

(1248) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں جنہیں ابھی نیکی بدی کی تمیز نہیں ہوئی تو ضرور اللہ تعالیٰ اپنی اُس رحمت کے طفیل جو اُن کیلئے ہے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

(1249) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرمائیں۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں وعظ کیا۔ فرمایا: جس عورت کے تین بچے مرجائیں وہ اس کیلئے آگ سے پناہ ہوں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا اگر دو (مرجائیں؟) آپؐ نے فرمایا تو بھی۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الجنائز، مطبوعہ قادیان 2006)

......☆......☆......☆......

جیسے بادشاہوں کے گرد پہرہ دار ہوتے ہیں ویسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے مُعَقِّبٰت ہیں
صحابہ بھی میرے نزدیک ان معقبات میں سے تھے جو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے مقرر فرما دیئے تھے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ رعد آیت 12 لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَمِنۡ خَلۡفِہٖ یَحۡفَظُوۡنَہٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَمِنۡ خَلۡفِہٖ۔ اَیۡ مَلَائِکَۃٌ یَتَعَاقَبُوۡنَ عَلَیۡہِ حَافِظِیۡنَ۔ معقبات سے مُراد وہ فرشتوں کی جماعت ہے جو حفاظت کیلئے یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ (مفردات)

فرمایا: لَہٗ کی ضمیر میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی طرف پھرتی ہے یعنی جیسے بادشاہوں کے گرد پہرہ دار ہوتے ہیں ویسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے مُعَقِّبٰتٌ ہیں۔ ان معنوں کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ابونعیم نے الدلائل میں اور طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں نقل کیا ہے کہ عامر ابن طفیل اور عربد ابن قیس دو شخص حضورؐ کے پاس آئے۔ عامر نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کیا ولایت امر یعنی اپنے بعد خلافت مجھے دے دی جائے گی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہاری اس شرط کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خلافت تمہیں اور تمہاری قوم کو کبھی نہ ملے گی۔ اس نے اس بات سے ناراض ہو کر کہا کہ پھر میں ایسے سوار لاؤں گا کہ تم یاد رکھو گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تمہیں اس کی توفیق ہی نہ دے گا۔ اس پر وہ دونوں ناراض ہو کر چلے گئے۔ راستہ میں عربد نے کہا آؤ پھر واپس چلیں۔ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو باتوں میں لگاؤں گا تم پیچھے سے تلوار کے ذریعہ سے ان کا کام تمام کر دینا۔ عامر نے کہا کہ اس طرح بڑا خطرہ پیدا ہو جائے گا اور آپؐ کے ساتھی ہمیں قتل کر دیں گے۔ اس نے جواب دیا کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں ہم دیت دے دیں گے۔ چنانچہ وہ دونوں واپس آئے۔ عربد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگا اور عامر نے چاہا کہ آپؐ کو پیچھے سے تلوار مار دے مگر وہ تلوار سونت کر رہ گیا اور وار نہ کر سکا۔ حدیثوں میں تو آتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر فالج گرا۔ لیکن چونکہ انہی حدیثوں میں یہ ذکر بھی ہے کہ بعد میں وہ سوار ہو کر گیا اور ہاتھ کا استعمال کرتا رہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فالج نہیں گرا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر رعب طاری کر دیا اور اسے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب سے اس کا ہاتھ کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ لکھا ہے کہ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو اس نے ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھا ہوا تھا۔ حضور اس کے ارادہ کو بھانپ گئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ مگر ان دونو سے کچھ تعرض نہ کیا۔ اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ عربد پر راستہ میں بجلی گری اور عامر کار بنکل سے ہلاک

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اپریل 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از نبیوں کا سردار)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)
جلسہ سالانہ برطانیہ 2011 کے دوسرے دن کا خطاب
اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جاپان 2006
خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب
ملکی رپورٹس و اعلان
خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرٌّ مَا فِي العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

عبداللہ آتھم کیلئے چار ہزار روپے کا بھاری انعام
اگر وہ اقرار کرلے کہ اسلامی پیشگوئی کی شوکت سے نہیں ڈرا

انعام کی رقم میں اضافہ
بعد قسم بلا تاخیر دو ہزار روپیہ نقد دیا جائیگا ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں کی جائیگی
وگرنہ ہم جھوٹے ٹھہرینگے اور اس لائق ٹھہرینگے کہ ہمیں سزائے موت دی جائے

گزشتہ شماروں میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک الہام سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی کہ آتھم نے رجوع کیا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آتھم کو چیلنج دیا کہ اگر وہ ایک جلسہ عام میں قسم کھالے کہ اُس نے رجوع نہیں کیا تو اُس کو ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا۔ پھر اگر وہ ایک سال تک زندہ رہا تو مَیں جھوٹا اور میری پیشگوئی جھوٹی۔ اس قسم کے ساتھ کوئی شرط نہیں ہوگی، ایک سال کا وعدہ قطعی اور یقینی ہے لیکن آتھم نے قسم نہیں کھائی۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس انعامی رقم میں اضافہ فرما کر اسے دو ہزار روپے کردیا۔ آپؑ چاہتے تھے کہ کسی بھی طرح حق کا اظہار ہونا چاہئے تا کہ معصوم لوگ دھوکا کھانے سے بچ جائیں۔ یا تو آتھم اقرار کرلے کہ اُس نے رجوع کرلیا تھا یا پھر قسم کھائے اور ایک سال کے اندر فوت ہوکر پیشگوئی کی سچائی کو ثابت کرتا جائے۔ اس شمارہ میں ہم آپؑ کی طرف سے دیئے گئے دو ہزار روپے کے انعامی چیلنج کا ذکر کریں گے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ہم نے 9؍ستمبر 1894 کے اشتہار میں لکھا تھا کہ آتھم صاحب نے ایام پیشگوئی میں ضرور حق کی طرف رجوع کرلیا اور اسلام کی عظمت کا اثر اپنے دل پر ڈال لیا۔ اگر یہ سچ نہیں تو وہ نقد ایک ہزار روپیہ لیں اور قسم کھالیں کہ انہوں نے اس خوف کے زمانہ میں رجوع نہیں کیا۔ چنانچہ اسی حقیقت کو خلق اللہ پر ظاہر کرنے کے لئے تین رجسٹری شدہ خط آتھم صاحب اور ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عماد الدین صاحب کی خدمت میں روانہ کئے گئے۔ کل ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب کی طرف سے وکیل کے طور پر انکاری خط آیا جس سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ آتھم صاحب کسی طور سے قسم کھانا نہیں چاہتے اور باوجودیکہ 10 ستمبر 1894 سے ایک ہفتہ کی میعاد دی گئی تھی مگر وہ میعاد بھی گزر گئی مگر بجز ایک انکاری خط کے اور کوئی خط نہیں آیا۔ پس کیا اب بھی یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے ضرور پیشگوئی کے زمانے میں اسلامی عظمت کو اپنے دل میں جگہ دے کر حق کی طرف رجوع کرلیا تھا مگر اب بھی بعض متعصب ناقص الفہم لوگ شک رکھتے ہیں **تو اب ہم یہ دوسرا اشتہار دو ہزار روپیہ انعام کے شرط سے نکالتے ہیں** اگر آتھم صاحب جلسہ عام میں تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ میں نے پیشگوئی کی مدت کے اندر عظمت اسلامی کو اپنے دل پر جگہ ہونے نہیں دی اور برابر دشمن اسلام رہا اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت اور کفارہ پر مضبوط ایمان رکھا تو اسی وقت نقد دو ہزار روپیہ ان کو بہ شرائط قرار دادہ اشتہار 9؍ستمبر 1894 بلا توقف دیا جائے گا اور اگر ہم بعد قسم دو ہزار روپیہ دینے میں ایک منٹ کی بھی توقف کریں تو وہ تمام لعنتیں جو نادان مخالف کررہے ہیں ہم پر وارد ہوں گی اور ہم بلاشبہ جھوٹے ٹھہریں گے اور قطعاً اس لائق ٹھہریں گے کہ ہمیں سزائے موت دی جائے اور ہماری کتابیں جلادی جائیں اور ملعون وغیرہ ہمارے نام رکھے جائیں اور اگر اب بھی آتھم صاحب باوجود اس قدر انعام کثیر کے قسم کھانے سے منہ پھیر لیں تو تمام دشمن و دوست یاد رکھیں کہ انہوں نے محض عیسائیوں سے خوف کھا کر حق کو چھپایا ہے اور اسلام غالب اور فتح یاب ہے پہلے تو ان کے حق کی طرف رجوع کرنے کا صرف ایک گواہ تھا یعنی ان کی وہ خوف زدہ صورت جس میں انہوں نے پندرہ مہینے بسر کئے اور **دوسرا گواہ** یہ کھڑا ہوا کہ انہوں نے باوجود ہزار روپیہ نقد ملنے کے قسم کھانے سے انکار کیا ہے اب **تیسرا گواہ** یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار ہے اگر اب بھی قسم کھانے سے انکار کریں تو رجوع ثابت۔ کیا کوئی سچا موت سے ڈر کر انکار کر سکتا ہے کیا ہر ایک جان خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں۔

اگر اب بھی آتھم قسم کھانے سے انکار کریں تو سارا جہان گواہ رہے کہ ہم کو فتح کامل ہوئی
اگر آتھم سچے ہوتے تو نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ قسم کھانے کو تیار ہوجاتے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

جبکہ عیسائیوں کا مقولہ ہے کہ ان کی جان مسیح نے بچائی اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں بلکہ اسلامی عظمت کو اپنے دل میں جگہ دینے سے الہام کی شرط کے موافق جان بچ گئی تو اب اس جھگڑے کا فیصلہ بجز ان کی قسم کے اور کیونکر ہو۔ اگر یہی بات سچی ہے کہ صرف مسیح نے ان پر فضل کیا تو اب اس معرکہ کی لڑائی میں جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں ضرور مسیح ان پر فضل کرے گا۔ اور اگر یہ بات سچی ہے کہ انہوں نے درحقیقت خوف کے دنوں میں اپنے دل میں اسلام کی طرف رجوع کرلیا تھا تو اب منکرانہ قسم کھانے کے بعد ضرور بغیر تخلف اور بغیر استثناء کسی شرط کے ان پر موت آئے گی۔ غرض یہ فیصلہ تو نہایت ضرور ہے۔ اس سے وہ کہاں اور کیونکر گریز کرسکتے ہیں اور اگر اب بھی باوجود اس دو ہزار روپیہ کے جو نقد **بلا تکلیف حلوائے بے دُود کی طرح ان کو ملتا ہے قسم کھانے سے انکار کریں تو سارا جہان گواہ رہے کہ ہم کو فتح کامل ہوئی** اور عیسائی کھلے طور پر شکست پا گئے اور ہمارا تو یہ حق تھا کہ اوّل دفعہ کے اشتہار پر ہی کفایت کرتے کیونکہ جب ہزار روپیہ نقد دینے سے وہ قسم نہ کھا سکے تو صریح ان پر حجت پوری ہوگئی مگر ہم نے نہایت موٹی عقل کے لوگوں اور حاسدوں اور متعصبوں کی حالت پر رحم کرکے مکرر یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار بطور **تیسرے گواہ** اپنی صداقت کے جاری کیا ہے۔ ہمارے مولوی مکفر جو عیسائیوں کی فتح کو بدل و جان چاہتے ہیں سب مل کر ان کو سمجھاویں کہ ضرور قسم کھاویں اور ان کی بھی عزت رکھ لیں اور اپنی بھی...... پھر اب سب سے بڑھ کر گواہ یہ ہے کہ انہوں نے ہزار روپیہ لے کر قسم کھانا منظور نہیں کیا ورنہ جس شخص کو وہ پندرہ مہینے کے متواتر تجربہ سے جھوٹا ثابت کرچکے ہیں اس کے سراسر جھوٹ بیان کے ردّ کرنے کے لئے خواہ نخواہ غیرت جوش مارنی چاہئے تھی اور چاہئے تھا کہ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ قسم کھانے کو تیار ہوجاتے کیونکہ اپنے آپ کو سچا سمجھتے تھے اور مجھے صریح کاذب۔

اگر اسی طرح کی قسم کسی راستی کی آزمائش کے لئے ہم کو دی جائے تو
ہم ایک برس کیا دس برس تک اپنے زندہ رہنے کی قسم کھا سکتے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

خیر اب ہم الزام پر الزام دینے کیلئے ایک اور ہزار روپیہ خرچ کردیتے ہیں **اور یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار** جو ہماری صداقت کیلئے بطور گواہ ثالث ہے جاری کرتے ہیں اور ہمارے مخالف یاد رکھیں کہ اب بھی آتھم صاحب ہرگز قسم نہیں کھائیں گے، کیوں نہیں کھائیں گے، اپنے جھوٹا ہونے کی وجہ سے۔ اور یہ کہنا کہ شاید ان کو یہ دھڑکا ہو کہ ایک برس میں مرنا ممکن ہے، پس ہم کہتے ہیں کہ کون مارے گا کیا ان کا خداوند مسیح یا اور کوئی پس جبکہ یہ دو خداؤں کی لڑائی ہے ایک سچا خدا جو ہمارا خدا ہے اور ایک مصنوعی خدا جو عیسائیوں نے بنالیا ہے تو پھر اگر آتھم صاحب حضرت مسیح کی خدائی اور اقتدار پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ آزما بھی چکے ہیں تو پھر ان کی خدمت میں عرض کردیں کہ اب اس قطعی فیصلہ کے وقت میں مجھ کو ضرور زندہ رکھیو۔ یوں تو موت کی گرفت سے کوئی بھی باہر نہیں اگر آتھم صاحب چونسٹھ برس کے ہیں تو عاجز قریباً ساٹھ برس کا ہے اور ہم دونوں پر قانون قدرت یکساں مؤثر ہے لیکن اگر اسی طرح کی قسم کسی راستی کی آزمائش کے لئے ہم کو دی جائے تو ہم ایک برس کیا دس برس تک اپنے زندہ رہنے کی قسم کھا سکتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ دینی بحث کے وقت میں ضرور خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا اور ایسا شخص تو سخت بے ایمان اور دہریہ ہوگا کہ جس کو ایسی بحث میں یہ خیال آوے کہ شاید میں اتفاقاً مرجاؤں۔ کیا زندہ رہنا اور مرنا اسکے خدا کے ہاتھ نہیں۔ کیا بغیر حکم حاکم کے یوں ہی اتفاقی طور پر لوگ مرجاتے ہیں۔ اور نیز اتفاق اور امکان تو دونوں پہلو رکھتا ہے مرنا اور نا مرنا بھی، بلکہ نہ مرنے کا پہلو قوی اور غالب ہے کیونکہ مرجانا تو ایک نیا حادثہ ہے جو ہنوز معدوم ہے اور زندہ رہنا ایک معمولی امر ہے جو موجود بالفعل ہے پھر موت سے غم کرنا صریح اس امر کا ثبوت ہے کہ اپنے خدا کے کامل اقتدار پر ایمان نہیں۔ حضرت یہ تو دو خداؤں کی لڑائی ہے اب وہی غالب ہوگا جو سچا خدا ہے۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے خدا کی ضرور یہ قدرت ظاہر ہوگی کہ اس قسم والے برس میں ہم نہیں مریں گے لیکن اگر آتھم صاحب نے جھوٹی قسم کھالی تو ضرور فوت ہوجائینگے تو جائے انصاف ہے کہ آتھم صاحب کے خدا پر کیا حادثہ نازل ہوگا کہ وہ انکو بچا نہیں سکے گا اور منجی ہونے سے استعفیٰ دے دیگا۔ (''اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ مرتبہ دوم'' انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 63)

اگر آتھم کا خدا آتھم کو ایک برس تک نہیں بچا سکتا بلکہ
تین دن تک بچا سکتا ہے تو ہم تین دن کی شرط کرلیں گے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب گریز کی کوئی وجہ نہیں یا تو مسیح کو قادر خدا کہنا چھوڑیں اور یا قسم کھالیں۔ ہاں اگر عام مجلس میں یہ اقرار کردیں کہ ان کے مسیح ابن اللہ کو برس تک زندہ رکھنے کی تو قدرت نہیں مگر برس کے تیسرے حصہ یا تین دن تک البتہ قدرت ہے اور اس مدت تک اپنے پرستار کو زندہ رکھ سکتا ہے تو ہم اس اقرار کے بعد چار مہینہ یا تین ہی دن تسلیم کرلیں گے اگر اب بھی یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار پا کر منہ پھیر لیا تو ہر یک جگہ **ہماری کامل فتح** کا نقارہ بجے گا اور عیسائی اور نیم عیسائی سب ذلیل اور پست ہوجائیں گے اور ہم اس اشتہار کے روز اشاعت سے بھی ایک ہفتہ کی میعاد آتھم صاحب کو دیتے ہیں اور باقی وہی شرائط ہیں جو اشتہار 9؍ستمبر 1894 میں بتصریح لکھ چکے ہیں **وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى**۔ (انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 70)

ایسے خدا پر بھروسہ رکھنا سخت خطرناک ہے جو ایک سال کی حفاظت سے بھی عاجز ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

کیا ان کا وہ مصنوعی خدا ایک سال تک آتھم صاحب کو بچا نہیں سکتا حالانکہ ان کی عمر بھی کچھ ایسی بڑی نہیں ہے بلکہ میری عمر سے صرف چند سال ہی زیادہ ہیں پھر اس مصنوعی خدا پر کون سی ناتوانی طاری ہوجائے گی کہ ایک

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قبولیت دعا کے لیے بھی بعض شرائط ہیں پس ہم جب ان شرائط کے مطابق اپنی دعاؤں میں حسن پیدا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے قریب اور دعاؤں کو سننے والا پائیں گے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں دعاؤں کی اہمیت، قبولیت کی شرائط، فلسفہ اور گہرائی کا بصیرت افروز بیان

ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو سطحی طور پر دعا کرکے پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول نہیں کیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو ہم نے ایک کام کہا جس کو اسے ماننا چاہیے تھا۔ یعنی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ ان کے حکموں کا پابند ہے۔ جو چاہیں وہ کہیں، جس طرح چاہیں وہ کہیں، جو چاہیں ان کے عمل ہوں لیکن اللہ تعالیٰ پابند ہے کہ ہماری باتیں سنے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا یہ نہیں ہوگا۔ پہلے تمہیں میری باتیں ماننی ہوں گی۔ اپنے عملوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہوگا

''یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔'' (حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

''شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا دعا اسباب نہیں؟ یا اسباب دعا نہیں؟ تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا چشمہ ہے''

ہمیں اس رمضان میں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے کیلئے اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں، اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے چلے جانے والے ہوں، دعا کی حکمت اور فلاسفی کو سمجھنے والے ہوں، اپنے اعمال کی اصلاح کرنے والے بنیں اور ان لوگوں میں شامل ہوں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتی ہیں

دوسروں کیلئے دعائیں کرنے سے بھی اپنی دعائیں قبول ہوتی ہیں

یہ نسخہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے بلکہ دوسروں کیلئے دعائیں کرنے والے کیلئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور فرشتوں کی دعائیں جب ہو رہی ہوں تو یہ کس قدر فائدہ مند سودا ہے

الجزائر، پاکستان اور دنیا میں ہر جگہ تکالیف میں مبتلا احمدیوں کیلئے دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16؍اپریل 2021ء بمطابق 16؍شہادت 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○ (البقرۃ: 184 تا 187)

ان آیات کا یہ ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کیلئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال پھر ہمیں ماہ رمضان میں سے گزرنے کا موقع مل رہا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ صرف رمضان کے مہینے کو پانا اور اس میں سے گزرنا ہی کافی نہیں ہے یا صرف صبح سحری کھا کر روزہ رکھنا اور شام کو افطاری کرکے روزہ کھولنا ہی روزوں کے مقصد کو پورا نہیں کرتا بلکہ ان روزوں کے ساتھ اور ان روزوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ روزوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بعض حکم دیے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ہمیں اپنا قرب عطا فرمانے اور قبولیت دعا کی نوید سنائی ہے۔ ان میں سے چند آیات میں نے تلاوت کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں روزوں کی فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتا دیا کہ اگر بیماری یا کوئی اور جائز وجہ ہے تو روزوں سے رخصتی کی صورت میں پھر ان کو بعد میں پورا کرنا چاہیے۔ یا پھر اس کا فدیہ ہے اگر کوئی بالکل پورا نہ کر سکے، کوئی لمبی بیماری ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اگر بعد میں روزے رکھنے کی طاقت ہو جائے تو پھر بھی فدیہ دینا بہتر ہے اگر مالی لحاظ سے کسی کو اس کی طاقت ہے۔

پھر قرآن کریم کی اہمیت اور اس کے نزول کے بارے میں بھی بتا کر ہمیں یہ بتایا کہ اس کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہمارے لیے ہدایت اور ایمان میں مضبوطی کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے اور اس کی بھیجی ہوئی تعلیم کو سمجھنے کا بھی ذریعہ ہے۔ اور پھر ہمیں یہ خوشخبری دی کہ میرے بندوں کو بتا دے کہ اے نبیؐ! مَیں ان کے قریب ہوں۔ دعاؤں کو سنتا ہوں۔ قبول کرتا ہوں۔ اور رمضان کے مہینے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر آ جاتا ہے یعنی اپنے بندوں کی دعاؤں کو بہت زیادہ سنتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری دعائیں سنوں تو پھر تمہیں بھی میری باتوں کو ماننا ہوگا۔ مَیں نے جو احکامات دیے ہیں ان پر عمل کرنا ہوگا۔ صرف رمضان کے مہینے میں نہیں بلکہ ان نیکیوں کو مستقل زندگیوں کا حصہ بنانا ہوگا اور اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنا ہوگا۔ پس قبولیت دعا کیلئے بھی بعض شرائط ہیں۔ پس ہم جب ان شرائط کے مطابق اپنی دعاؤں میں حسن پیدا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے قریب اور دعاؤں کو سننے والا پائیں گے۔

اس وقت میں دعاؤں کے حوالے سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض فرمودات پیش کر کے اس کی اہمیت اور ہمیں جو اپنی عملی حالتوں کو درست کرنا چاہیے اس کے متعلق قبولیت دعا کی شرائط کیا ہیں اور اس کا فلسفہ اور اس کی گہرائی کے بارے میں جو آپؑ نے بیان فرمایا اس میں سے کچھ پیش کروں گا۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو سطحی طور پر دعا کر کے پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول نہیں کیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو ہم نے ایک کام کہا جس کو اسے ماننا چاہیے تھا۔ یعنی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ ان کے حکموں کا پابند ہے۔ جو چاہیں وہ کہیں، جس طرح چاہیں وہ کہیں، جو چاہیں ان کے عمل ہوں لیکن اللہ تعالیٰ پابند ہے کہ ہماری باتیں سنے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا یہ نہیں ہوگا۔ پہلے تمہیں میری باتیں ماننی ہوں گی۔ اپنے عملوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔ رمضان کے مہینے میں جب نیکیوں کا ماحول بنا ہے۔ درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع ہوا ہے تو میری ہدایات اور احکامات کو دیکھو، غور کرو، سنو اور ان پر عمل کرو۔ اپنے ایمانوں کا جائزہ لو کہ کتنے مضبوط ایمان ہیں تمہارے۔ کسی مشکل میں پڑنے پر، ابتلا آنے پر ایمان متزلزل تو نہیں ہو رہے؟

بہرحال یہ ایک ایسا مضمون ہے جس میں قدم بندے نے ہی پہلے اٹھانا ہے اور جب اس کی انتہا ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت جوش میں آتی ہے، اس کا فضل جوش میں آتا ہے۔ پس اس بات کو سمجھنا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ

’’دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کیلئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ بابِ اجابت اس کیلئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کیلئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھ کر زبردست ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 263 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ہے دعا کا طریق اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا طریق اور دعا کو قبول کرانے کا طریق اور گناہوں سے پاک ہونے کا طریق۔ آج کل یہ سوال بڑا عام کیا جاتا ہے کہ ہمیں کس طرح پتہ چلے کہ ہمارے گناہ معاف ہو گئے اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے۔ یہاں اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اصولی بات بھی بیان فرما دی کہ اگر اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق قائم ہو جاتا ہے جو مستقل تعلق ہے، جس کیلئے انسان نے حقیقی کوشش کی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوتا ہے جو اسے بدیوں سے بچنے کی استقامت عطا فرماتا ہے اور نہ صرف یہ کہ بدیوں سے انسان بچتا ہے بلکہ نیکیاں کرنے اور مستقل نیکیاں کرنے کی قوت عطا ہوتی ہے۔ اگر یہ نہیں تو انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا قرب پا لیا ہے۔ پس حقیقی عابد انسان اس وقت بن سکتا ہے جب اس نہج پر سوچنے والا ہو اور اس کے مطابق عمل کرنے والا ہو اور اس کیلئے ہمیں اس رمضان میں کوشش بھی کرنی چاہیے۔

دعا کے حوالے سے جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض باتیں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ قبولیت دعا کے مسئلہ کو بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’استجابت دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں۔‘‘ کسی چیز کو سمجھنے کیلئے اس کی بنیاد کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ بنیادی چیز نہیں سمجھ آرہی تو جتنے مرضی اس کے نکات ہوں، تشریحیں ہوں، وضاحتیں ہوں وہ سمجھ نہیں آسکتے۔ فرمایا کہ ’’...... دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے۔‘‘ یعنی جذب کرنے کا ایک تعلق ہے۔ ’’یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے۔‘‘ اگر بندے کی سچائی اور سچے دل سے کوششیں ہوں گی تو پھر خدا تعالیٰ بندے کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ ’’اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواصِ عجیبہ پیدا کرتا ہے۔‘‘ عجیب وغریب قسم کے خواص ظاہر ہوتے ہیں۔ ’’سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے۔‘‘ صرف اس کو خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ ہر چیز نظر سے غائب ہو جاتی ہے۔ دنیا کی کوئی حیثیت اس کے سامنے نہیں رہتی۔ کسی بھی چیز کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ ایسی حالت پیدا ہوتی ہے کہ صرف خدا ہوتا ہے اور جب خدا کو دیکھتا ہے تو اس کے آستانے پر پھر اس کی روح سر رکھ دیتی ہے ’’اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔‘‘ بندے کے اندر بھی جذب کرنے کی ایک قوت رکھی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جو عنایات ہیں ان کو جذب کرنا شروع کر دیتی ہے۔ ’’تب اللہ جل شانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے۔‘‘ جو بھی بنیادی اسباب اس کام کو کرنے کیلئے ضروری ہیں، جو چیزیں بھی ضروری ہیں، جو لوازمات بھی ضروری ہیں ان پر اللہ تعالیٰ اپنا اثر ڈالتا ہے۔ ’’جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کیلئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کیلئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کیلئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کیلئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔‘‘

پھر فرمایا کہ ’’...... جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔‘‘ (برکات الدعاء۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 9-10)

قرآن شریف بھی بے شمار پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی بہت پیشگوئیاں پوری ہوئیں، بہت ساری باتیں پوری ہوئیں، بہت نیک لوگوں کو نیک خوابیں آتی ہیں اور پوری ہوتی ہیں، دعاؤں کے اثر ظاہر ہوتے ہیں۔ تو یہ ساری باتیں اسی صورت میں ہوتی ہیں جب خالص ہو کر بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنی راہیں دکھلا دیں گے۔‘‘ مجاہدہ پہلے بندے کے ذمہ ڈالا۔ تم نے مجاہدہ کرنا ہے۔ ’’یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہ دعا ہے کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ (الفاتحہ:6)‘‘ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا کہ مجاہدہ کرو میں تمہیں اپنی راہ دکھلاؤں گا۔ دوسری طرف یہ دعا بھی سکھلا دی کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کہ ہمیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے۔ ’’سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مدنظر رکھ کر نماز میں بالحاح دعا کرے۔‘‘ گڑگڑا کر دعائیں کرے ’’اور تمنا رکھے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اٹھایا جاوے۔ چنانچہ فرمایا۔ مَنۡ كَانَ فِيۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰى فَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى (بنی اسرائیل:73) کہ جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اس جہان میں بھی اندھا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 20 مطبوعہ لندن) یعنی روحانی لحاظ سے اندھا ہے۔ جو اس جہان میں دنیا میں ڈوبا ہوا جس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا، جس نے دعاؤں کی حکمت کو نہیں پہچانا، جس نے دعاؤں کے اثر کو نہیں پہچانا اور دنیا میں ڈوبا ہوا ہے وہ پھر اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں پا سکتا۔ پس آپؑ فرماتے ہیں کہ آخرت کی تیاری اس دنیا سے ہونی چاہیے اس کی تیاری کرو فرمایا کہ ’’...... منشا یہ ہے کہ اُس جہان کے مشاہدہ کیلئے اسی جہان سے ہم کو آنکھیں لے جانی ہیں۔‘‘ اگلے جہان کو اللہ تعالیٰ کے قرب پانے والے جہان کو اگر دیکھنا ہے تو پھر اسی جہان سے ہمیں اس کو دیکھنے کیلئے آنکھیں لے جانی ہوں گی۔ ’’آئندہ جہان کو محسوس کرنے کیلئے حواس کی طیاری اسی جہان میں ہوگی۔ پس کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اندھے سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے۔ ایک شخص کورانہ تقلید سے کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گیا۔‘‘ اندھی تقلید ہو رہی ہے۔ اس بات پر صرف اندھا ایمان ہے، اندھی تقلید ہے، پیروی کر رہا ہے، عمل کوئی نہیں صرف اندھی پیروی ہے کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گیا اس لیے میں مسلمان ہوں۔ ’’مسلمان کہلاتا ہے۔ دوسری طرف اسی طرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا، رسول اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اس کی دین سے محبت بھی قابل اعتراض ہے۔‘‘ جو اندھی تقلید کر رہا ہے اس کی دین سے محبت بھی قابلِ اعتراض ہے۔ ’’خدا اور رسولؐ کی ہتک کرنے والوں میں اس کا گذر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں۔ اس میں محبتِ دین نہیں۔ وَاِلَّا محبت والا اپنے محبوب کے برخلاف کیا کچھ پسند کرتا ہے؟‘‘ اگر محبت ہو تو محبت کرنے والا اپنے محبوب کے خلاف کچھ نہیں پسند کرتا۔ ’’غرض اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے کہ میں تو دینے کو تیار ہوں اگر تُو لینے کو تیار ہے۔ پس یہ دعا کرنا ہی اس ہدایت کو لینے کی تیاری ہے۔‘‘ ملفوظات جلد 1 صفحہ 20 ایڈیشن 1984ء)

پس ان دنوں میں یہ دعا بہت کریں کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے۔ دلوں کو بھی پاک کرے۔ حقیقی عابد بنائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق ادا کرنے والا بھی بنائے۔ نہ کہ آجکل جس طرح شدت پسند کر رہے ہیں ان کی طرح ہو جائیں۔ خدا اور رسول کے نام پر ظلم کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کے شر سے بھی ہر ایک کو بچائے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اس قدر گناہگار ہو گئے ہیں کہ اب خدا تعالیٰ ہمیں بخشنے گا نہیں۔ سوال بھی بعض پوچھ لیتے ہیں کہ کتنا گناہگار آدمی بخشا جا سکتا ہے اور پھر مزید اس بات پہ کہ ہم بخشے نہیں جائیں گے مزید گناہوں میں مبتلا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اصل میں تو شیطان ان کے دلوں میں ایک وسوسہ ڈال رہا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دور کرنے کیلئے شیطان اپنے حربے استعمال کر رہا ہوتا ہے اور ایسے لوگ پھر شیطان کے ہاتھوں میں کھیلتے رہتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں شیطان کے اس حملے اور چنگل سے نکلنے کا طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’گناہ کرنے والا اپنے گناہوں کی کثرت وغیرہ کا خیال کر کے دعا سے ہرگز باز نہ رہے۔‘‘ ہرگز نہ رکو کہ بہت گناہ ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ ’’دعا تریاق ہے۔ آخر دعاؤں سے دیکھ لے گا کہ گناہ اسے کیسا برا لگنے لگا۔‘‘ دعا ہی تو گناہوں سے بچنے کا علاج ہے۔ جب مستقل مزاجی سے دعا کرو گے تو دیکھو گے کہ گناہ بھی اسے بُرا لگنے لگے گا۔ شیطان دوڑ جائے گا۔ ’’جو لوگ معاصی میں ڈوب کر دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں اور توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے آخر وہ انبیاء اور ان کی تاثیرات کے منکر ہو جاتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 4-5 ایڈیشن 1984ء)

پھر وہ دین سے ہٹ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ دین سے دور ہو جاتے ہیں اور پھر انبیاء سے دور ہوتے ہوتے، دین سے ہٹتے ہٹتے دہریت تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس اسلام ایسے لوگوں کو بھی امید کی کرن دکھلاتا ہے جو گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اس لیے یہی موقع پیدا کرنے کیلئے کہ کس طرح گناہوں سے توبہ کرنی ہے، وہ ماحول پیدا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ ہر سال ہمیں یہ رمضان کا مہینہ دکھاتا ہے۔ پس اس مہینے سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے کہ اُجِيۡبُ كُلَّ دُعَائِكَ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’میرے ساتھ میرے مولیٰ کریم کا صاف وعدہ ہے کہ اُجِيۡبُ كُلَّ دُعَائِكَ۔ مگر میں خوب سمجھتا ہوں کہ کُلَّ سے مراد یہ ہے کہ جن کے نہ سننے سے ضرر پہنچتا ہے۔‘‘ میں سمجھتا ہوں کہ ہر دعا سے یہ مراد نہیں کہ ہر دعا سنی جائے گی لیکن اگر کُلَّ سے مراد یہ ہے کہ وہ دعائیں جن کے نہ سننے سے ضرر پہنچتا ہے۔ ’’لیکن اگر اللہ تعالیٰ تربیت اور اصلاح چاہتا ہے تو ردّ کرنا ہی اجابتِ دعا ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان کسی دعا میں ناکام رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دعا ردّ کر دی حالانکہ خدا تعالیٰ اس کی دعا کو سن لیتا ہے اور وہ اجابت بصورت رد ہی ہوتی ہے کیونکہ اس کیلئے در پردہ اور حقیقت میں بہتری اور بھلائی اس کے رد ہی میں ہوتی ہے۔ انسان چونکہ کوتاہ بین ہے اور دور اندیش نہیں بلکہ ظاہر پرست ہے اس لئے اس کو مناسب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرے اور وہ بظاہر اس کے مفید مطلب نتیجہ خیز نہ ہو تو خدا پر بدظن نہ ہو کہ اس نے میری دعا نہیں سنی۔ وہ تو ہر ایک کی دعا سنتا ہے۔ اُدۡعُوۡنِيۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ (المومن:61) فرماتا ہے۔ راز اور بھید یہی ہوتا ہے کہ داعی کیلئے خیر اور بھلائی رَدّ دعا ہی میں ہوتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 106) یعنی دعا کرنے والے کیلئے خیر اور بھلائی اسی میں ہے کہ دعا نہ سنی جائے۔

پھر اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’دعا کا اصول یہی ہے اللہ تعالیٰ قبول دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے لیکن اگر بچے بے ہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن اور چمکتا ہوا انگارہ مانگیں تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دل سوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ جلا لے یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے۔ ہرگز نہیں۔ اسی اصول سے اجابت دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’میں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب دعا میں کوئی جز ومضر ہوتا ہے تو وہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی ہے۔‘‘ یہ نہیں کہ ساری دعائیں میری قبول ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کو غیب کا علم ہے۔ جب کوئی بات اس دعا میں مضر ہوتی ہے، نقصان دہ ہوتی ہے تو میری وہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ ’’یہ بات خوب سمجھ میں آسکتی ہے کہ ہمارا علم یقینی اور صحیح نہیں ہوتا۔ بہت سے کام ہم نہایت خوشی سے مبارک سمجھ کر کرتے ہیں اور اپنے خیال میں ان کا نتیجہ بہت ہی مبارک خیال کرتے

ہیں مگر انجام کار وہ ایک غم اور مصیبت ہو کر چمٹ جاتا ہے۔“

اس کی بہت ساری مثالیں آج کل بھی ہم دیکھتے ہیں۔ روزانہ کی ڈاک میں مَیں نے دیکھا ہے لوگوں کے خط آتے ہیں کہ دعا کرتے ہیں اور پھر زبردستی ایک کام کو کرنے کیلئے کوشش بھی کرتے ہیں پھر اس کے نتیجے بہتر نہیں نکلتے تو پھر اللہ تعالیٰ سے شکوہ ہوتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے دعا بھی بہت کی تھی اور بڑا صدقہ خیرات دے کر یہ کام شروع کیا تھا پھر بھی اس کا نتیجہ نیک نہیں نکلا یا ہماری وہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ دعا کو جو انتہا تک پہنچانے والی بات ہے وہ پہنچائی؟ اللہ تعالیٰ سے جو تعلق قائم کرنا چاہیے وہ ہوا؟ اگر نہیں تو پھر تو زبانی جمع خرچ ہی ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اور اگر دعا کو انتہا تک پہنچا دیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ردّ کر دیا یا اس کے نتائج نہیں نکلے تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی۔ اسی میں انسان کا فائدہ تھا اور اگر غلطی کی وجہ سے انسان زور دیتا ہے تو پھر انسان کو بجائے اللہ تعالیٰ پر شکوہ کرنے کے استغفار کرنی چاہیے کہ میرے سے غلطی ہوئی اور میں اس بات پر زیادہ زور دیتا رہا جو میرے حق میں نہیں تھی بات۔ بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ قبول کر لے۔ اگر بہتر نہیں ہے تب بھی قبول کر لے۔ بعض رشتوں میں بھی ایسا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سن لی، رشتہ ہو گیا جہاں وہ پسند کرتا تھا اور اس کے کچھ عرصہ بعد علیحدگی بھی ہو گئی تو ایسی دعائیں پھر کرنی بھی نہیں چاہئیں۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ سبق دینے کے لیے بھی انسان کو سکھا دیتا ہے۔ اس کی بعض دعائیں قبول کر لیتا ہے جو اس کے حق میں اچھی نہیں ہوتیں لیکن پھر نتیجہ جب سامنے آتا ہے تو پھر وہ توبہ استغفار کرتا ہے۔

بہرحال آپؑ نے فرمایا کہ ”غرض یہ کہ خواہشات انسانی سب پر صاد نہیں کر سکتے کہ سب صحیح ہیں۔ چونکہ انسان سہو اور نسیان سے مرکب ہے۔“ غلطیاں ہوتی ہیں انسان سے ”اس لئے ہونا چاہئے اور ہوتا ہے کہ بعض خواہش مضر ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو منظور کر لے تو یہ امر منصبِ رحمت کے صریح خلاف ہے۔“ بعض خواہش مضر بھی ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا صحیح پیارا بندہ ہے تو اللہ تعالیٰ پھر اس دعا کو اس کیلئے قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ بات اس کی رحمت کے منصب کے خلاف ہے۔ اپنے پیاروں کو کبھی اس طرح سے نقصان نہیں پہنچواتا۔ فرمایا کہ ”یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے مگر ہر رطب و یابس کو نہیں۔“ ہر شخص کیلئے نہیں ہے ”کیونکہ جوش نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دعا کرتا ہے۔“ فکر ہی نہیں ہوتی اس کو کہ اس کے کیا نتیجے نکلنے ہیں۔ ”مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بین ہے اُن مضرتوں اور بدنتائج کو ملحوظ رکھ کر جو اس دعا کے تحت میں بصورت قبول داعی کو پہنچ سکتے ہیں اسے رد کر دیتا ہے اور یہ ردِّ دعا ہی اس کیلئے قبول دعا ہوتا ہے۔“ اپنے قریبیوں کیلئے تو خدا تعالیٰ کا یہ اصول ہے۔ ”پس ایسی دعائیں جن میں انسان حوادث اور صدمات سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے مگر مضر دعاؤں کو بصورت ردّ قبول فرما لیتا ہے۔“ فرمایا کہ ”مجھے یہ الہام بار ہا ہو چکا ہے۔“ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ ”اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِكَ۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ ہر ایک ایسی دعا جو نفس الامر میں نافع اور مفید ہے قبول کی جائے گی۔“ آپ نے اس کی یہ تشریح فرمائی کہ جو منافع بخش دعا ہے وہ قبول کی جائے گی۔ فرمایا کہ ”میں جب اس خیال کو اپنے دل میں پاتا ہوں تو میری روح لذت اور سرور سے بھر جاتی ہے۔ جب مجھے یہ اوّل ہی اوّل الہام ہوا قریباً پچیس یا تیس برس کا عرصہ ہوتا ہے تو مجھے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ میری دعائیں جو میرے یا میرے احباب کے متعلق ہوں گی ضرور قبول کرے گا۔ پھر میں نے خیال کیا کہ اس معاملہ میں بخل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک انعامِ الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے متقین کی صفت میں فرمایا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرۃ:4) پس میں نے اپنے دوستوں کیلئے یہ اصول کر رکھا ہے کہ خواہ وہ یاد دلائیں یا نہ یاد دلائیں کوئی امر خطیر پیش کریں یا نہ کریں۔“ مشکل معاملہ پیش کریں یا نہ کریں۔ ”ان کی دینی اور دنیوی بھلائی کیلئے دعا کی جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 106 تا 108، ایڈیشن 1984ء)

قبولیت دعا کی شرائط کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا ”یہ بات بھی بحضور دل سن لینی چاہئے کہ قبول دعا کیلئے بھی چند شرائط ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو دعا کرنے والے کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض دعا کرانے والے کے متعلق۔ دعا کرانے والے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدنظر رکھے۔“ یہ بڑی اہم بات ہے۔ جو دعا کیلئے کہنے والا ہے اس کیلئے بھی ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو سامنے رکھے ”اور اس کے غناء ذاتی سے ہر وقت ڈرتا رہے۔“ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہیے اس کے دل میں۔ ”اور صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنا لے۔“ یہ ضروری چیزیں ہیں۔ صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنائے۔ ”تقویٰ اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کو خوش کرے تو ایسی صورت میں دعا کیلئے بابِ استجابت کھولا جاتا ہے۔“ جب ایسی صورت پیدا ہو جائے گی یہ ساری شرطیں پوری ہوں گی تو اللہ تعالیٰ پھر دعا کی قبولیت کا دروازہ کھولتا ہے ”اور اگر وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے اور اس سے بگاڑ اور جنگ قائم کرتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر نہیں چلتا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی نہیں کرتا تو فرمایا ”تو اس کی شرارتیں اور غلط کاریاں دعا کی راہ میں ایک سدّ اور چٹان ہو جاتی ہیں۔“ دیوار بن جائیں گی، روک بن جائیں گی، چٹان کی طرح کھڑی ہو جائیں گی ”اور استجابت کا دروازہ اس کیلئے بند ہو جاتا ہے۔“ اس کیلئے قبولیت دعا کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ نہ اس کی اپنی دعائیں قبول ہوتی ہیں نہ جس سے وہ دعا کروا رہا ہے اس کی دعائیں اس کے حق میں قبول ہوتی ہیں۔ فرمایا ”پس ہمارے دوستوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچاویں اور ان کی راہ میں کوئی روک نہ ڈال دیں جو ان کی ناشائستہ حرکات سے پیدا ہو سکتی ہیں۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 108، ایڈیشن 1984ء)

اگر یہ عمل صحیح نہیں ہیں تو پھر میری دعائیں بھی تمہارے حق میں قبول نہیں ہوں گی بلکہ تمہارے عمل ان کی قبولیت کے رستے میں روک بن جائیں گے۔

پھر دعا کی قبولیت کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اعتقادی لحاظ سے انسان مضبوط ہو۔ یہ بنیادی شرط ہے۔ اور عمل صالح کرنے والا ہو۔ عمل صالح کا پہلے بھی ذکر آ گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری باتوں پر لبّیک کہو۔ میری مانو۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں کا مثبت جواب دینا، ان پر عمل کرنا یہی ایک بنیادی چیز ہے جو پھر دعاؤں کی قبولیت کیلئے ضروری ہے۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد۔ اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔“ سامان مہیا ہوں گے جو اصلاح کیلئے ضروری ہیں، اپنی حالتیں درست کرو گے، درست کرنے کی کوشش کرو گے تو پھر اصلاح بھی ہو گی۔ فرمایا کہ ”وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔“ اگر دعا سچے دل سے کی جا رہی ہے تو اللہ تعالیٰ پھر ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے جو اصلاح کا موجب بن جاتا ہے۔ ”وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔ وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے۔“ جو دعا کرنا ہے وہ بھی تو ایک سبب، وجہ ہے ناں ”جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ کا تقدم اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ:5) پر جو کلمۂ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔“ کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور پھر تجھ سے مدد چاہتے ہیں کہ ہمارے کام ہو جائیں۔ اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔ ”غرض عادۃ اللہ ہم یونہی دیکھ رہے ہیں کہ وہ خلقِ اسباب کر دیتا ہے۔“ اسباب پیدا کر دیتا ہے انسان کیلئے۔ ”دیکھو پیاس کے بجھانے کیلئے پانی اور بھوک کے مٹانے کیلئے کھانا مہیا کرتا ہے مگر اسباب کے ذریعے۔“ یہ نہیں ہے کہ یونہی پیاس بجھ گئی یا پانی ویسے ہی آسمان سے ایک دم جادو کی طرح آ گیا یا کھانا میسر ہو گیا۔ اسباب پیدا ہوتے ہیں، ذریعے پیدا ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے پانی بھی ملتا ہے اور کھانا بھی ملتا ہے۔ ”پس یہ سلسلۂ اسباب یونہی چلتا ہے اور خلقِ اسباب ضرور ہوتا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کے یہ دو نام ہی ہیں۔ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء:159) عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا اور حکیم یہ کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزوں کر دینا۔ دیکھو نباتات، جمادات میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں۔ تربدہی کو دیکھو کہ وہ ایک دو تولہ تک دست لے آتی ہے، ایسا ہی سقمونیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر تو قادر ہے کہ یونہی دست آ جائے یا پیاس بدوں پانی ہی کے بجھ جائے۔“ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ پیٹ کھول دے اور پانی کے بغیر پیاس بجھ جائے۔ ”مگر چونکہ عجائباتِ قدرت کا علم کرانا بھی ضروری تھا۔“ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں یہ عجائبات ہیں قدرت کے ان کو علم کرانا بھی ضروری تھا۔ ”کیونکہ جس قدر واقفیت اور علم عجائباتِ قدرت کا وسیع ہوتا جاتا ہے اسی قدر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات پر اطلاع پا کر قرب حاصل کرنے کے قابل ہوتا جاتا ہے۔ طبابت، ہیئت سے ہزارہا خواص معلوم ہوتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 124-125، ایڈیشن 1984ء)

اگر انسان کی روحانی آنکھ دیکھے تو یہ جو چیزیں پیدا کی گئی ہیں ایک موحد سائنسدان جو ہے، اللہ تعالیٰ کو ماننے والا سائنسدان جو ہے وہ ہر ایجاد پر یا ہر چیز کو دیکھ کر اس پر غور کر کے اللہ تعالیٰ کے وجود کا ایک ثبوت حاصل کرتا ہے اور اس کا ایمان بڑھتا ہے لیکن دہریہ چاہے اس کو اتفاق کہہ دیتا ہے لیکن بہرحال فرمایا کہ یہ عجائبات قدرت اللہ تعالیٰ نے دکھائے ہی اس لیے ہیں تا کہ انسان کو پتہ لگے کہ ہر چیز کا ایک مقصد ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ”چاہئے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المائدہ:28) گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔“ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ ”یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (الرعد:32)“ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ ”پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کیلئے ایک غیر منفک شرط ہے۔“ ایسی شرط ہے جسے الگ نہیں کیا جا سکتا، چھوڑا نہیں جا سکتا، ردّ نہیں کیا جا سکتا۔ ”تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیتِ دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔ لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیتِ دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 108-109، ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے پہ ایمان بھی لاؤ۔ اسی طرح ایمان بڑھے گا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رحم کی قسمیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”یہ یاد رہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء:111)

ترجمہ: اور جو بھی کوئی بُرا فعل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے

پھر اللہ سے بخشش طلب کرے وہ اللہ کو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پائے گا۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصّف:10)

ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

اور دین حق دیکر مبعوث فرمایا تا کہ وہ اسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے۔

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

ہے ایک رحمانیت دوسرا رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔ رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے ہی شروع ہوا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے پہلے پہل اپنے علم قدیم سے دیکھ کر اس قسم کا زمین و آسمان اور ارضی اور سماوی اشیاء ایسی پیدا کی ہیں جو سب ہمارے کام آنے والی ہیں اور کام آتی ہیں۔ اور ان سب اشیا سے انسان ہی عام طور پر فائدہ اٹھاتا ہے۔ بھیڑ بکری اور دیگر حیوانات جبکہ بجائے خود انسان کیلئے مفید شے ہیں تو وہ کیا فائدہ اٹھاتے ہیں؟'' یہ سب چیزیں تو انسان کے فائدے کیلئے بنائی گئی ہیں۔ انہوں نے کیا فائدہ اٹھانا ہے۔ ''دیکھو جسمانی امور میں انسان کیسی کیسی لطیف اور اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھاتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا گوشت انسان کیلئے ہے۔ ٹکڑے اور ہڈیاں کتوں کے واسطے۔ جسمانی طور پر جو حظوظ اور لذات انسان کو حاصل ہیں گو حیوان بھی اس میں شریک ہیں مگر انسان کو وہ بدرجہ اعلیٰ حاصل ہیں اور روحانی لذات میں جانور شریک بھی نہیں ہیں۔'' روحانی لذات جو ہیں وہ تو صرف انسان کیلئے ہیں۔ جانور تو اس میں شریک ہی نہیں۔ ''پس یہ دو قسم کی رحمتیں ہیں۔ ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے پیش از وقت کے طور پر تقدمہ کی صورت میں'' یعنی پہلے ہی تیار کر کے رکھی گئی ہیں، ''عناصر وغیرہ اشیاء پیدا کیں جو ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں اور یہ ہمارے وجود، خواہش اور دعا سے پہلے ہیں۔'' ہمارے پیدا ہونے سے بھی پہلے کی چیزیں ہیں۔ ہماری خواہش سے بھی پہلے سے ہی یہ موجود ہیں۔ ہماری دعا مانگنے سے بھی پہلے سے ہی موجود ہیں۔ ''جو رحمانیت کے تقاضے سے پیدا ہوئے۔'' یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔

''اور دوسری رحمت رحیمیت کی ہے۔ یعنی جب ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ قانونِ قدرت کا تعلق ہمیشہ سے دعا کا تعلق ہے۔ بعض لوگ آج کل اس کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ہماری دعا کا جو تعلق خدا تعالیٰ سے ہے مَیں چاہتا ہوں کہ اسے بھی بیان کروں۔''

فرمایا ''ایک بچہ'' یعنی ایک انسان کا دعا سے جو تعلق ہے وہ بیان کیا۔ ''ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب ہو کر دودھ کیلئے چلّاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے۔ بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن اس کی چیخیں دودھ کو کیونکر کھینچ لاتی ہیں؟ اس کا ہر ایک کو تجربہ ہے بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں مگر بچہ کی چلاہٹ ہے کہ دودھ کو کھینچے لاتی ہے۔ تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کھینچ کر لا سکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے۔ بچہ کو جو مناسبت ماں سے ہے اس تعلق اور رشتہ کو انسان اپنے ذہن میں رکھ کر اگر دعا کی فلاسفی پر غور کرے تو وہ بہت آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے۔ دوسری قسم کا رحم یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک رحم مانگنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ مانگتے جاؤ گے ملتا جاوے گا۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) کوئی لفّاظی نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت کا ایک لازمہ ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 128 تا 130، ایڈیشن 1984ء)

پھر اس بات کی اہمیت کو بیان فرماتے ہوئے کہ مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ فرمایا کہ ''مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔ بچہ کی مثال جو میں نے بیان کی ہے'' جو آپ نے پہلے بیان کی ہے۔ ''وہ دعا کی فلاسفی خوب حل کر کے دکھاتی ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں۔ پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسری کو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔ رحمانیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہم میں رحیمیت سے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے۔'' رحمانیت اللہ تعالیٰ کی یہ ہے اس نے تو ہمیں رستے دکھا دیے، بتا دیا، چیزیں بھی دے دیں اور جو اس کی چیزیں ہم نے مانگ کے لینی ہیں اس کی ہمت پیدا کرتا ہے۔ اس کیلئے رحمانیت دعا کرانے اور اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کو حاصل کرنے کے ذرائع پیدا کرتی ہے۔ فرمایا کہ ''جو ایسا نہیں کرتا وہ کافرِ نعمت ہے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے یہی معنی ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ ان ظاہری سامانوں اور اسباب کی رعایت سے جو تُو نے عطا کیے ہیں۔'' ہم عبادت کرتے ہیں ان ظاہری اسباب کے ذریعہ سے۔ ''دیکھو یہ زبان۔'' زبان کی مثال آپ دے رہے ہیں۔ ''جو عروق اور اعصاب سے خلق کی ہے۔'' اس کی رگیں ہیں، نسیں ہیں، لعاب ہے یا اعصاب ہیں یہ سب چیزیں زبان کا حصہ ہیں۔ اسی سے زبان بنی ہے۔ ''اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے۔'' ایسی زبان خشک ہو جاتی۔ زبان اگر خشک ہو جائے۔ اس کی نسیں اور رگیں تر نہ ہوں تو انسان بول نہیں سکتا۔ ان کو ہر وقت تری مل رہی ہے تب بھی انسان زبان ہلا نہیں سکتا۔ فرمایا کہ ''ایسی زبان دعا کے واسطے عطا کی جو قلب کے خیالات تک کو ظاہر کر سکے۔'' پھر خیالات کو ظاہر کرنے کیلئے زبان عطا کی۔ ہم اس سے بول لیتے ہیں۔ ''اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو یہ ہماری شوربختی ہے۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو یکدفعہ ہی زبان اپنا کام چھوڑ بیٹھتی ہے یہاں تک کہ انسان گونگا ہو جاتا ہے۔ پس یہ کیسی رحیمیت ہے کہ ہم کو زبان دے رکھی ہے۔'' میرا خیال ہے شاید یہاں رحمانیت کا لفظ ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے زبان دے رکھی ہے۔ یہ بھی اس کی رحمانیت ہے۔ اور پھر اس کے استعمال کرنے کا طریقہ ہمیں سکھایا۔ اس کا جو استعمال ہے اور اس کو ہم استعمال کرتے ہیں یہ بھی رحیمیت ہے۔ ''ایسا ہی کانوں کی بناوٹ میں فرق آ جاوے تو خاک بھی سنائی نہ دے۔ ایسا ہی قلب کا حال ہے وہ جو خشوع و خضوع کی حالت رکھی ہے اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں رکھی ہیں۔ اگر بیماری آ جاوے تو وہ سب قریباً بیکار ہو جاتی ہیں۔ مجنونوں کو دیکھو کہ ان کے قویٰ کیسے بیکار ہو جاتے ہیں۔ تو کیا یہ ہم کو لازم نہیں کہ ان خداداد نعمتوں کی قدر کریں؟ اگر ان قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے ہم کو عطا کیے ہیں بیکار چھوڑ دیں تو لاریب ہم کافر نعمت ہیں۔ پس یاد رکھو کہ اگر اپنی قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں۔ تو دعا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی کیونکہ جب ہم نے پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے کو کب اپنے لیے مفید اور کارآمد بنا سکیں گے۔''

یہ مثالیں دے کر آپ نے واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرو اور انہیں کام میں لاؤ جو اس کا اعلیٰ کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا صحیح استعمال مانگو اور جب یہ ہوگا تو پھر ہی ایک بندہ حقیقی بندگی کا حق ادا کر سکتا ہے۔ اس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کر سکتا ہے اور پھر یہ شکرِ انسان، یہ جو شکر ہے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتا ہے اور رحمانیت سے عطا کی ہوئی چیزیں رحیمیت سے پھر حصہ بھی لیتی ہیں اور قبولیتِ دعا کے نظارے انسان دیکھتا ہے۔

پھر اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ''پس اِیَّاکَ نَعۡبُدُ یہ بتلا رہا ہے کہ اے ربّ العالمین! تیرے پہلے عطیہ کو بھی ہم نے بیکار اور برباد نہیں کیا۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے سچی بصیرت مانگے کیونکہ اگر اس کا فضل اور کرم دستگیری نہ کرے تو عاجز انسان ایسی تاریکی اور اندھکار میں پھنسا ہوا ہے کہ وہ دعا ہی نہیں کر سکتا۔'' اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہی اس کی رہنمائی کرتا ہے، وہی مدد کرتا ہے ورنہ انسان تو عاجز ہے، وہ تو دنیا میں پھنسا ہوا ہے۔ دنیا کی تاریکی میں پھنسا ہوا ہے۔ اس کو دعا کا موقع ہی نہیں مل سکتا۔ ''پس جب تک انسان خدا کے اس فضل کو جو رحمانیت کے فیضان سے اسے پہنچا ہے کام میں لا کر دعا نہ مانگے کوئی نتیجہ بہتر نہیں نکال سکتا۔'' انسان کو بہرحال اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی پڑتی ہے اس اندھیرے سے نکلنے کیلئے۔

فرمایا ''میں نے عرصہ ہوا انگریزی قانون میں یہ دیکھا تھا کہ تقاوی کیلئے پہلے کچھ سامان دکھانا ضروری ہوتا ہے۔'' تقاوی ہوتا ہے ایک زراعتی قرضہ جو زمیندار لیتے ہیں۔ یہاں بھی قرض لیتے ہیں جسے mortgage وغیرہ کہتے ہیں تو بیچ میں کچھ اپنی رقم ڈالنی پڑتی ہے یا کوئی ضمانت دینی پڑتی ہے۔ سامان دکھانا ضروری ہوتا ہے۔ کچھ نہ کچھ عمل پیش کرنا پڑتا ہے۔ عملی طور پر کچھ نہ کچھ پیش کرنا پڑتا ہے۔ ''اسی طرح قانونِ قدرت کی طرف دیکھو کہ جو کچھ ہم کو پہلے ملا ہے اس سے کیا بنایا؟ اگر عقل و ہوش، آنکھ کان رکھتے ہوئے نہیں بہکے ہو اور حُمق اور دیوانگی کی طرف نہیں گئے تو دعا کرو اَور بھی فیضِ الٰہی ملے گا۔'' اگر سب چیزیں انسان کو ملی ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی ہیں اس سے بہکے نہیں ہیں تو پھر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں دی ہیں تو فضل الٰہی اَور بڑھے گا ''ورنہ محرومی اور بدقسمتی کے لچھن ہیں۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 128 تا 131، ایڈیشن 1984ء)

اگر نعمتوں کا صحیح استعمال نہیں ہے تو پھر دعائیں کوئی فائدہ نہیں دیتیں بلکہ محرومی اور بدقسمتی پھر انسان کے شامل حال رہتی ہے۔ پس ہمیں اس پر بہت غور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پھر آپ فرماتے ہیں ''قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے۔ اسی لئے اس نے اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ:6) کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشاء اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر۔'' ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر۔ مکمل کر۔ پورا کر۔ ''ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔'' ظاہری طور پر دعا کرنے کا حکم ہے۔ ''صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے۔'' یہ ضرور ہے۔ یہی ہے اس کی طرف اشارہ ہو رہا ہے۔ ''لیکن اس کے سر پر اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ (الفاتحہ:5) بتا رہا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی صراطِ مستقیم کے منازل کیلئے قویٰ سلیم سے کام لے کر استعانتِ الٰہی کو مانگنا چاہئے۔'' اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ بتا رہا ہے کہ اگر صراط مستقیم کو حاصل کرنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے جو قویٰ تمہیں دیے ہیں ان سے کام لے کر صراط مستقیم پہ چلنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنی پڑے گی۔ ''پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے۔ جو اس کو چھوڑتا ہے وہ کافرِ نعمت ہے۔'' نیکیاں کرنے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی پڑے گی۔ فرمایا ہمیں ''ایسی زبان دعا کیلئے عطا کی۔'' اللہ تعالیٰ نے ''جو قلب کے خیالات اور ارادوں کو ظاہر کر سکے۔'' پھر فرمایا ''...... ایسا ہی قلب میں خشوع و خضوع کی حالت رکھی اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں ودیعت کی ہیں۔ پس یاد رکھو۔ اگر ہم ان قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو یہ دعا کچھ بھی مفید اور کارگر نہ ہوگی کیونکہ جب پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے سے کیا نفع اٹھائیں گے۔ اس لئے اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ سے پہلے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ بتا رہا ہے کہ ہم نے تیرے پہلے عطیوں اور قوتوں کو بیکار اور برباد نہیں کیا۔ یاد رکھو! رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنا دے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) فرمایا یہ نری لفاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے۔ مانگنا انسانی خاصہ ہے اور جو استجابت جُو اللہ تعالیٰ کا نہیں وہ ظالم ہے۔'' یعنی جو اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی تلاش میں نہیں رہتا وہ پھر ظالم انسان ہے۔ ''دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اوّل ضروری یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ:6) کی دعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر اور پھر یہ کہہ کر کہ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ:7) اور بھی صراحت کر دی کہ ہم اس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے اور مغضوب گروہ کی راہ

دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ
فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان)

اے اللہ! مَیں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔
سو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تو ہی غفور و رحیم ہے۔

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزّت میں بڑھاتا ہے
(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفو والتواضع)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

سے بچا جن پر بداعمالیوں کی وجہ سے عذابِ الٰہی آ گیا اور الضّآلّین کہہ کر یہ دعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بدوں بھٹکتے پھریں۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 199-200، ایڈیشن 1984ء)

بغیر تیری حمایت کے ہم بھٹکتے پھریں۔ہمیں بھٹکنے سے بھی بچا۔ پس اس لحاظ سے غور کر کے سورۂ فاتحہ بھی جب پڑھیں تو اس طرح دعا کرنی چاہیے۔

پھر آپؑ دعا میں اسباب کی رعایت کے ضروری ہونے کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ ''سنو! وہ دعا جس کیلئے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) فرمایا ہے اس کیلئے یہی سچی روح مطلوب ہے۔اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے۔ پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسباب کی رعایت ضروری نہیں ہے۔ یہ ایک غلط فہمی ہے۔شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا دعا اسباب نہیں؟ یا اسباب دعا نہیں؟ تلاشِ اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا چشمہ ہے۔انسان کی ظاہری بناوٹ اس کے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک قدرتی رہنما ہے۔ جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی (المائدۃ:3) کے معانی سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے۔

ہاں! میں کہتا ہوں کہ تلاشِ اسباب بھی بذریعہ دعا کرو۔ امدادِ باہمی۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ جب میں تمہیں تمہارے جسم کے اندر اللہ تعالیٰ کا ایک قائم کردہ سلسلہ اور کامل رہنما سلسلہ دکھاتا ہوں تم اس سے انکار کرو۔اللہ تعالیٰ نے اسباب کو اور بھی صاف کرنے اور وضاحت سے دنیا پر کھول دینے کے لیے انبیاء علیہم السلام کا ایک سلسلہ دنیا میں قائم کیا۔اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا اور قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دے مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (الصّف:15) کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح صدا دیتے ہیں؟ نہیں۔ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے۔ وہ دنیا کو رعایتِ اسباب سکھانا چاہتے ہیں۔'' جو سامان دنیاوی ہیں یہ مہیا کرنے بھی ضروری ہیں'' جو دعا کا ایک شعبہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل ایمان اور اس کے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے۔وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا (المومن:52)'' کہ ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں ضرور مدد کریں گے۔فرمایا کہ ''ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسی کے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 168-169، ایڈیشن 1984ء)

پس نبیوں کو بھی اسباب کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ہی ان کیلئے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور سلطان نصیر مہیا فرما دیتا ہے جو ان کے کام کو آگے بڑھانے والے ہوتے ہیں۔

دعا کے حوالے سے نماز کی غرض اور اہمیت کو بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ''نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 352، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ بالکل غلط اور باطل ہے'' یہ چیز۔ ''ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت وتصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ! درد نیست وگرنہ طبیب ہست''

کون ہے جو عاشق ہوا ہو اور یار نے اسکے حال پر نظر نہ کی ہو۔اے صاحب درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے۔

''خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آ جاؤ صرف شرط اتنی ہے کہ اسکے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لاانتہا فضل وبرکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کیلئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 352-353، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ نے فرمایا ''مومنوں کی تعریف میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا (آل عمران:192) یعنی مومن وہ لوگ ہیں جو خدائے تعالیٰ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں اور جو کچھ زمین وآسمان میں عجائب صنعتیں موجود ہیں ان میں فکر اور غور کرتے رہتے ہیں اور جب لطائفِ صنعت الٰہی ان پر کھلتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدایا تُو نے ان صنعتوں کو بیکار پیدا نہیں کیا۔ یعنے وہ لوگ جو مومن خاص ہیں صنعت شناسی اور ہیئت دانی سے دنیا پرست لوگوں کی طرح صرف اتنی ہی غرض نہیں رکھتے کہ مثلاً اسی پر کفایت کریں کہ زمین کی شکل یہ ہے اور اس کا قطر اس قدر ہے اور اس کی کشش کی کیفیت یہ ہے اور آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں سے اس کو اس قسم کے تعلقات ہیں بلکہ وہ صنعت کی کمالیت شناخت کرنے کے بعد اور اس کے خواص کھلنے کے پیچھے صانع کی طرف رجوع کر جاتے ہیں اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں۔'' (سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 191-192)

یعنی علم حاصل کر کے خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں۔اور یہی ایک مومن کی خاص نشانی اور امتیاز ہے۔

یہ چند باتیں میں نے اس عظیم خزانے میں سے پیش کی ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں عطا فرمایا جس سے دعا کی اہمیت، حکمت، دعائیں مانگنے کا طریق، اس کی فلاسفی سب پر کچھ نہ کچھ روشنی پڑتی ہے۔اگر ہم اس کو سمجھنے والے ہوں تو ہم اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔خدا تعالیٰ سے تعلق میں ایک خاص کیفیت پیدا کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں۔ پس ہمیں اس رمضان میں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے کے لیے اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں۔اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے چلے جانے والے ہوں۔ دعا کی حکمت اور فلاسفی کو سمجھنے والے ہوں۔ اپنے اعمال کی اصلاح کرنے والے بنیں اور ان لوگوں میں شامل ہوں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتی ہیں۔ یہ رمضان ہمارے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور روحانی تعلق میں، روحانی حالت میں ایک انقلاب پیدا کرنے والا ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے بھی دعائیں کریں۔ پہلے بھی میں دعاؤں کیلئے تحریک کرتا رہتا ہوں۔ جو پاکستان میں ہیں یا الجزائر میں ہیں یا کسی بھی جگہ میں ہیں اور کسی بھی طرح خاص طور پر جماعتی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ پاکستان میں تو روزانہ کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے جہاں احمدیوں کو کسی نہ کسی رنگ میں تکلیفیں دی جاتی ہیں۔اس لیے خاص طور پر ان کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں۔اسی طرح الجزائر میں بھی شاید دوبارہ ان کے کیس کھولنے کے ارادے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو بھی محفوظ رکھے۔

دوسروں کیلئے دعائیں کرنے سے بھی اپنی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ نسخہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے بلکہ دوسروں کیلئے دعائیں کرنے والے کیلئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور فرشتوں کی دعائیں جب ہو رہی ہوں تو یہ کس قدر فائدہ مند سودا ہے۔پس ہمیں خاص طور پہ صرف اپنے لیے نہیں دوسروں کیلئے بھی بہت زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بھی اس رمضان میں خاص طور پر توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
مُنہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اَے میرے ربِّ رحمٰں تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اَے میرے یارِ جانی! خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دُنیا اِک اژدھا یہی ہے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

ہو گیا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم اس واقعہ پر لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَمِنۡ خَلۡفِہٖ والی آیت چسپاں کیا کرتے تھے۔ (روح المعانی) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ اس آیت کو عام سمجھنے کی بجائے خاص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سمجھا کرتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام زمانہ نبوت اس حفاظت کا ثبوت دیتا ہے۔ چنانچہ مکہ معظّمہ میں آپؐ کی حفاظت فرشتے ہی کرتے تھے ورنہ اس قدر دشمنوں میں گھرے ہوئے رہ کر آپؐ کی جان کس طرح محفوظ رہ سکتی تھی۔ ہاں مدینہ تشریف لانے پر دونوں قسم کی حفاظت آپ کو حاصل ہوئی۔ آسمانی فرشتوں کی بھی اور زمینی فرشتوں یعنی صحابہؓ کی بھی۔

بدر کی جنگ اس ظاہری اور باطنی حفاظت کی ایک نہایت عمدہ مثال ہے۔ حضور جب مدینہ تشریف لے گئے تھے تو آپؐ نے اہل مدینہ سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر آپ مدینہ سے باہر جا کر لڑیں گے تو مدینہ والے آپؐ کا ساتھ دینے پر مجبور نہ ہوں گے۔ بدر کی لڑائی میں آپؐ نے انصار اور مہاجرین سے لڑنے کے بارہ میں مشورہ فرمایا۔ مہاجرین بار بار آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے پر زور دیتے تھے لیکن حضور ان کی بات سن کر پھر فرما دیتے کہ اے لوگو مشورہ دو۔ جس پر ایک انصاری (سعد بن معاذ) نے کہا کیا حضور کی مراد ہم سے ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ بے شک ہم نے حضور سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر باہر جا کر لڑنے کا موقع ہوگا تو ہم حضور کا ساتھ دینے پر مجبور نہ ہوں گے لیکن وہ وقت اور تھا۔ جبکہ ہم نے دیکھ لیا کہ آپؐ خدا کے رسول برحق ہیں تو اب اس مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر حضور ہمیں حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دیں گے۔ ہم اصحاب موسیٰؑ کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ تُو اور تیرا رب جا کر لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم حضور کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے لڑیں گے اور دشمن آپ تک ہرگز نہ پہنچ سکے گا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔

یہ مخلصین بھی میرے نزدیک ان معقبات میں سے تھے جو خدا تعالیٰ نے حضور کی حفاظت کیلئے مقرر فرما دیئے تھے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تیرہ جنگوں میں شریک ہوا ہوں مگر میرے دل میں بارہا یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ میں بجائے ان لڑائیوں میں حصہ لینے کے اس فقرہ کا کہنے والا ہوتا جو سعد بن معاذ کے منہ سے نکلا۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 391، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات

جب اس سفر سے آپ واپس آ رہے تھے، تو راستہ میں پھر آپ نے اپنے صحابہ کو اپنی وفات کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! میں تمہاری طرح کا ایک آدمی ہوں قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغامبر میری طرف آئے اور مجھے اُس کا جواب دینا پڑے۔ پھر فرمایا اے لوگو! مجھے میرے مہربان اور خبردار آقا نے خبر دی ہے کہ نبی اپنے سے پہلے نبی کی نصف عمر پاتا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 120 سال کے قریب تھی اور اس سے آپ نے استدال کیا کہ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہوگی۔ چونکہ اُس وقت آپ کی عمر باسٹھ تریسٹھ سال کی تھی آپ نے اِس طرف اشارہ فرمایا کہ میری عمر اب ختم ہونے والی معلوم ہوتی ہے۔ اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ ہر نبی اپنے سے پہلے آنے والے نبی سے آدھی عمر پاتا ہے بلکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر اور اپنی عمر کا مقابلہ کیا ہے) اور مجھے خیال ہے کہ اب جلدی مجھے بلایا جائے گا اور میں فوت ہو جاؤں گا۔ اے میرے صحابہؓ! مجھ سے بھی خدا کے سامنے سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا تم اُس وقت کیا کہو گے؟ اُنہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! ہم کہیں گے کہ آپ نے خوب اچھی طرح اسلام کی تبلیغ کی اور آپ نے اپنی زندگی کو کُلّی طور پر خدا کے دین کی خدمت کیلئے لگا دیا اور آپ نے بنی نوع انسان کی خیر خواہی کو کمال تک پہنچا دیا۔ اللہ آپ کو ہماری طرف سے بہتر سے بہتر بدلہ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم اِس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ ایک ہی ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اُس کے بندے اور رسول ہیں اور جنت بھی حق ہے اور دوزخ بھی حق ہے اور یہ کہ موت بھی ہر انسان کو ضرور آنی ہے اور موت کے بعد زندگی بھی ہر انسان کو ضرور ملے گی اور قیامت بھی ضرور آنی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو قبروں میں سے دوبارہ زندہ کر کے اکٹھا کرے گا۔ انہوں نے کہا ہاں یَا رَسُوْلَ اللہ! ہم اِس کی گواہی دیتے ہیں۔ اِس پر آپ نے خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اللہ! تو بھی گواہ رہ کہ میں نے انہیں اصولِ اسلام پہنچا دیئے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِس حج سے واپس آنے کے بعد برابر مسلمانوں کے اخلاق اور ان کے اعمال کی اصلاح میں مشغول رہے اور مسلمانوں کو اپنی وفات کے دن کی امید کیلئے تیار کرتے رہے۔ ایک دن آپ خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ آج مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ اُس دن کو یاد کرو جب خدا تعالیٰ کی نصرتیں اور اُسکی طرف سے فتوحات گزشتہ زمانہ سے بھی زیادہ زور سے آئیں گی اور ہر قوم وملت کے لوگ اسلام میں فوج در فوج داخل ہونے شروع ہوں گے۔ پس اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اب تم خدا تعالیٰ کی تعریف میں لگ جاؤ اور اُس سے دعا کرو کہ دین کی بنیاد جو تم نے قائم کی ہے وہ اِس میں سے ہر قسم کے رخنوں کو دُور کرے۔ اگر تم یہ دعائیں کرو گے تو خدا تعالیٰ ضرور تمہاری دعاؤں کو سنے گا۔ اِسی طرح آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے اپنے بندے سے کہا کہ خواہ تم ہمارے پاس آ جاؤ اور خواہ تم دنیا کی اصلاح کا کام بھی کچھ اَور مدت کرو۔ خدا کے اس بندے نے جواب میں کہا کہ مجھے آپ کے پاس آنا زیادہ پسند ہے۔ جب آپ نے یہ بات مجلس میں سنائی تو حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔ صحابہؓ کو تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اسلام کی فتوحات کی خبر سنا رہے ہے اور ابوبکرؓ رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے کہا اِس بڈھے کو کیا ہو گیا کہ یہ خوشی کی خبر پر روتا ہے! مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے کہ ابوبکرؓ ہی آپ کی بات کو صحیح سمجھتا ہے اور اُس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اس سورۃ میں میری وفات کی خبر ہے۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ مجھ کو بہت ہی پیارا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے سِوا کسی سے غیر محدود پیار کرنا جائز ہوتا تو میں ابوبکرؓ سے ایسا ہی پیار کرتا۔ اے لوگو! مسجد میں جتنے لوگوں کے دروازے کھلتے ہیں آج سے سب دروازے بند کر دیئے جائیں صرف ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رہے۔

اِس میں یہ پیشگوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے اور نماز پڑھانے کیلئے مسجد میں اس راستہ سے آنا پڑے گا۔ اس واقعہ کے مدتوں بعد جب حضرت عمرؓ خلیفہ تھے ایک دفعہ آپ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا بتاؤ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ والی سورۃ میں سے کیا مطلب نکلتا ہے؟ گویا اس مضمون کے متعلق آپ نے اپنے ہم مجلسوں کا امتحان لیا جسکے سمجھنے سے وہ اس سورۃ کے نزول کے وقت قاصر رہے تھے۔ ابن عباسؓ جو اُس واقعہ کے وقت دس گیارہ برس کے تھے اِس وقت کوئی 17-18 سال کے نوجوان تھے۔ باقی صحابہ تو نہ بتا سکے ابن عباسؓ نے کہا اے امیر المؤمنین! اس سورۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کی خبر دی گئی ہے کیونکہ نبی جب اپنا کام کر لیتا ہے تو پھر دنیا میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا سچ ہے میں تمہاری ذہانت کی داد دیتا ہوں۔ جب یہ سورۃ نازل ہوئی ابوبکر اس کا مفہوم سمجھے مگر ہم نہ سمجھ سکے۔

آخر وہ دن آ گیا جو ہر انسان پر آتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام دنیا میں ختم کر چکے، خدا کی وحی تمام وکمال نازل ہو چکی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے ایک نئی قوم اور ایک نئے آسمان اور ایک نئی زمین کی بنیاد ڈال دی گئی۔ بونے والے نے زمین میں ہل چلایا، پانی دیا اور بیج بو دیا اور فصل تیار کی۔ اب فصل کے کاٹنے کا کام اس کے ذمہ نہ تھا۔ وہ ایک مزدور کی حیثیت سے آیا اور ایک مزدور ہی کی حیثیت سے اسے اس دنیا سے جانا تھا کیونکہ اُس کا انعام اِس دنیا کی چیزیں نہیں تھیں بلکہ اُس کا انعام اپنے پیدا کرنے والے اور اپنے بھیجنے والے کی رضا تھی۔ جب فصل کٹنے پر آئی تو اُس نے اپنے ربّ سے یہی خواہش کی کہ وہ اب اُسے دنیا سے اُٹھا لے اور یہ فصل بعد میں دوسرے لوگ کاٹیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیمار ہوئے کچھ دن تو تکلیف اُٹھا کر بھی مسجد میں نماز پڑھانے کیلئے آتے رہے۔ آخر یہ طاقت بھی نہ رہی کہ آپ مسجد میں آ سکتے۔ صحابہؓ کبھی خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ آپ فوت ہو جائیں گے۔ مگر آپ بار بار انہیں اپنی وفات کے قرب کی خبر دیتے۔ ایک دن صحابہ کی مجلس لگی ہوئی تھی کہ آپ نے فرمایا اگر کسی شخص سے غلطی ہو جائے تو بہتر یہی ہوتا ہے کہ اِس دنیا میں اس کا ازالہ کر دے تا کہ خدا کے سامنے شرمندہ نہ ہو۔ اگر میرے ہاتھ سے نادانستہ طور پر کسی کا حق مارا گیا ہو تو وہ مجھ سے اپنا حق مانگ لے۔ اگر بے جانے بوجھے مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو آج وہ مجھ سے بدلہ لے لے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہوں۔ دوسرے صحابہ پر تو یہ بات سن کر رقت طاری ہو گئی اور ان کے دل میں یہی خیال گزرنے لگے کہ کس طرح تکلیف اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے آرام کی صورت پیدا کرتے رہے ہیں۔ کس طرح آپ بھوکا رہ کر ان کو کھلاتے رہے ہیں۔ اپنے کپڑوں کو پیوند لگا کر اُن کو کپڑے پہناتے رہے ہیں پھر بھی دوسروں کے حقوق کا آپ کو اتنا خیال ہے کہ آپ اُن سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر بے جانے بوجھے مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو آج مجھ سے بدلہ لے لے۔ مگر ایک صحابی آگے بڑھے اور اُنہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! مجھے آپ سے ایک دفعہ تکلیف پہنچی تھی۔ جنگ کی صفیں تیار ہو رہی تھیں کہ آپ صف میں سے ہو کر آگے بڑھے اُس وقت آپ کی کہنی میرے جسم کو لگ گئی تھی۔ چونکہ آپ نے فرمایا کہ بے جانے بوجھے بھی اگر کسی کو نقصان پہنچا ہو تو مجھ سے بدلہ لے لے تو میں چاہتا ہوں کہ اِس وقت آپ سے اُس تکلیف کا بدلہ لے لوں۔ وہ صحابہؓ جو غم کے سمندر میں ڈوب رہے تھے یکدم اُن کی حالت میں تغیر پیدا ہوا۔ اُن کی آنکھوں میں سے خون ٹپکنے لگا اور ہر شخص یہ محسوس کرتا تھا کہ یہ شخص جس نے ایسے موقع پر بجائے نصیحت حاصل کرنے کے اس قسم کی بات چھیڑ دی ہے سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے مگر اُس صحابی نے پرواہ نہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو تمہارا حق ہے کہ بدلہ لو اور آپ نے کروٹ بدلی اور اپنی پیٹھ اُس کی طرف کر دی اور فرمایا لو میرے کہنی مار لو۔ اُس صحابیؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! جب میرے کہنی لگی تھی اُس وقت میرا جسم ننگا تھا کیونکہ میرے پاس کرتہ نہ تھا کہ میں اُسے پہنتا۔ آپ نے فرمایا میرا کرتہ اُٹھا دو اور ننگے جسم پر کہنی مار کر اپنا بدلہ لے لو۔ اُس صحابیؓ نے آپ کا کرتہ اُٹھایا اور کانپتے ہوئے ہونٹوں اور آنسو بہاتی آنکھوں سے جھک کر آپ کی کمر کو بوسہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ کیا؟ اس نے جواب میں کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! جب آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی موت قریب ہے تو آپ کو چھونے اور پیار کرنے کے مواقع ہمیں کب تک ملیں گے۔ بیشک جنگ کے موقع پر مجھے آپ کی کہنی لگی تھی، لیکن کسی کے دل میں اُس کہنی لگنے کا بدلہ لینے کا خیال بھی آ سکتا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ آج مجھ سے بدلہ لے لو تو چلو اِس بہانہ سے میں آپ کو پیار ہی کر لوں۔ وہی صحابہؓ جن کے دل غصہ سے خون ہو رہے تھے اِس بات کو سن کر اُنہی کے دل اس حسرت سے بھر گئے کہ کاش! یہ موقع ہم کو نصیب ہوتا!

مرض بڑھتا گیا، موت قریب آتی گئی۔ مدینہ کا سورج باوجود پہلے کی سی آب وتاب سے چمکنے کے صحابہ کی نظروں میں زرد رہنے لگا۔ دن چڑھتے تھے مگر اُن کی آنکھوں پر تاریکی کے پردے پڑتے چلے جاتے تھے آخر وہ وقت آ گیا جب کہ خدا کے رسول کی روح دنیا کو چھوڑ کر اپنے پیدا کرنے والے کے حضور میں حاضر ہونے والی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سانس تیز ہونے لگا اور سانس لینے میں تکلیف محسوس ہونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا میرا سر اُٹھا کر اپنے سینہ کے ساتھ رکھ لو کیونکہ لیٹے لیٹے سانس نہیں لیا جاتا۔ حضرت عائشہؓ نے آپ کا سر اُٹھا کر اپنے سینہ کے ساتھ لگا لیا اور آپ کو سہارا دے کر بیٹھ گئیں۔ موت کی تکلیف آپ پر طاری تھی۔ آپ گھبراہٹ سے بیٹھے بیٹھے کبھی اِس پہلو پر جھکتے تھے اور کبھی اُس پہلو پر اور فرماتے تھے خدا بُرا کرے یہود اور نصاریٰ کا کہ اُنہوں نے اپنے نبیوں کے مرنے کے بعد اُن کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔

یہ آپ کی آخری نصیحت تھی اپنی اُمت کیلئے کہ گو تم مجھے تمام نبیوں سے زیادہ شاندار دیکھو گے اور سب سے زیادہ کامیاب پاؤ گے مگر دیکھنا! میرے بندے ہونے کو کبھی نہ بھول جانا۔ خدا کا مقام خدا ہی کیلئے سمجھتے رہنا اور میری قبر کو ایک قبر سے زیادہ کبھی کچھ نہ سمجھنا۔ باقی اُمتیں اپنے نبیوں کی قبروں کو بیشک مسجدیں بنا لیں، وہاں بیٹھ کر چلّے کیا کریں اور اُن پر چڑھاوے چڑھائیں یا نذریں دیں مگر تمہارا یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔ تم خدائے واحد کی پرستش کو قائم کرنے کیلئے کھڑے کئے گئے ہو۔ یہ کہتے کہتے آپکی آنکھیں چڑھ گئیں اور آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے اِلَى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔ اِلَى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى میں عرش معلّٰی پر بیٹھنے والے اپنے مہربان دوست کی طرف جاتا ہوں۔ میں عرش معلّٰی پر بیٹھنے والے اپنے مہربان دوست کی طرف جاتا ہوں۔ یہ کہتے کہتے آپکی روح اِس جسم سے جُدا ہوگئی۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ، صفحہ 243 تا 249، مطبوعہ قادیان 2014ء)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(284) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا حضرت خلیفہ ثانی نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اولؓ کا ایک رشتہ دار جو ایک بھنگی، چرسی اور بد معاش آدمی تھا، قادیان آیا اور اس کے متعلق کچھ شبہ ہوا کہ وہ کسی بد ارادے سے یہاں آیا ہے اور اس کی رپورٹ حضرت صاحب تک بھی پہنچی۔ آپؑ نے حضرت خلیفہ اولؓ کو کہلا بھیجا کہ اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اولؓ نے اسے قادیان سے چلے جانے کو کہا تو اس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور کہا اگر مجھے اتنے روپے دے دو گے تو میں چلا جاؤں گا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ جتنے روپے وہ مانگتا تھا اس وقت اتنے روپے حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس نہ تھے اس لئے آپؓ کچھ کم دیتے تھے۔ اسی جھگڑے میں کچھ دیر ہوگئی۔ چنانچہ اسکی اطلاع پھر حضرت صاحب تک پہنچی وہ ابھی تک نہیں گیا اور قادیان میں ہی ہے اس پر حضرت صاحبؑ نے خلیفہ اولؓ کو کہلا بھیجا کہ یا تو اسے فوراً قادیان سے رخصت کردیں یا خود بھی چلے جاویں۔ حضرت مولوی صاحبؓ تک جب یہ الفاظ پہنچے تو انہوں نے فوراً کسی سے قرض لے کر اُسے رخصت کر دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اللہ کے نبی جہاں ایک طرف محبت اور احسان اور مروّت کا بے نظیر نمونہ ہوتے ہیں وہاں دوسری طرف خدا کی صفت استغناء کے بھی پورے مظہر ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا یہ رشتہ دار آپؓ کا حقیقی بھتیجا تھا۔ اور اسکا نام عبد الرحمن تھا۔ ایک نہایت آوارہ گرد اور بد معاش آدمی تھا اور اسکے متعلق اس وقت یہ شبہ کیا گیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص قادیان میں کسی فتنہ عظیمہ کے پیدا کرنے کا موجب ہو جائے۔

(285) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ راولپنڈی سے ایک غیر احمدی آیا جو اچھا متموّل آدمی تھا اور اس نے حضرت صاحب سے درخواست کی کہ میرا فلاں عزیز بیمار ہے۔ حضورؑ حضرت مولوی نور الدینؓ صاحب (خلیفہ اوّل) کو اجازت دیں کہ وہ میرے ساتھ راولپنڈی تشریف لے چلیں اور اسکا علاج کریں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں یقین ہے کہ اگر مولوی صاحب کو یہ بھی کہیں کہ آگ میں گھس جاؤ یا پانی میں کود جاؤ تو ان کو کوئی عذر نہیں ہو گا۔ لیکن ہمیں بھی مولوی صاحب کے آرام کا خیال چاہیے۔ ان کے گھر میں آج کل بچہ ہونے والا ہے اس لئے میں ان کو راولپنڈی جانے کیلئے نہیں کہہ سکتا۔ مولوی شیر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ اس کے بعد حضرت مولوی صاحبؓ حضرت صاحب کا یہ فقرہ بیان کرتے تھے اور اس بات پر بہت خوش ہوتے تھے کہ حضرتؑ صاحب نے مجھ پر اس درجہ اعتماد ظاہر کیا ہے۔

(286) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے چوہدری حاکم علی صاحب نے، ایک دفعہ حضرت صاحبؑ بڑی مسجد میں کوئی لیکچر یا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک سکھ مسجد میں گھس آیا اور سامنے کھڑا ہو کر حضرت صاحب کو اور آپ کی جماعت کو سخت گندی اور فحش گالیاں دینے لگا اور ایسا شروع ہوا کہ بس چپ ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔ مگر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ اس وقت بعض طبائع میں اتنا جوش تھا کہ اگر حضرت صاحب کی اجازت ہوتی تو اُسکی وہیں تکا بوٹی اُڑ جاتی مگر آپؑ سے ڈر کر سب خاموش تھے۔ آخر جب اس کی فحش زبانی حد کو پہنچ گئی تو حضرتؑ صاحب نے فرمایا کہ دو آدمی اسے نرمی کے ساتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیں مگر اسے کچھ نہ کہیں۔ اگر یہ نہ جاوے تو حاکم علی سپاہی کے سپرد کر دیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سرکار انگریزی کی طرف سے قادیان میں ایک پولیس کا سپاہی رہا کرتا ہے اور ان دنوں حاکم علی نامی ایک سپاہی ہوتا تھا۔

(288) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ مولوی محمد علی صاحب یہاں ڈھاب میں کنارے پر نہانے لگے مگر پاؤں پھسل گیا اور وہ گہرے پانی میں چلے گئے اور پھر لگے ڈوبنے کیونکہ تیرنا نہیں آتا تھا۔ کئی لوگ بچانے کیلئے پانی میں کودے مگر جب کوئی شخص مولوی صاحب کے پاس جاتا تھا تو وہ اسے ایسا پکڑتے تھے کہ وہ خود بھی ڈوبنے لگتا تھا۔ اس طرح مولوی صاحب نے کئی غوطے کھائے۔ آخر شاید قاضی امیر حسینؓ صاحب نے پانی میں غوطے لگا لگا کر نیچے سے اُن کو کنارے کی طرف دھکیلا تب وہ باہر آئے۔ جب مولوی صاحب حضرت صاحبؑ سے اس واقعہ کے بعد ملے تو آپؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ گھڑے کے پانی سے ہی نہا لیا کریں۔ ڈھاب کی طرف نہ جائیں۔ پھر فرمایا کہ میں بچپن میں اتنا تیرتا تھا کہ ایک وقت میں ساری قادیان کے اردگرد تیر جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ برسات کے موسم میں قادیان کے اردگرد اتنا پانی جمع ہو جاتا ہے کہ سارا گاؤں ایک جزیرہ بن جاتا ہے۔

(289) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جاننے کیلئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے گھر والوں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور کی تصنیف سیرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

’’عرصہ قریب پندرہ برس کا گذرتا ہے جبکہ حضرت صاحب نے بارِ دیگر خدا تعالیٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اُٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور تنغّص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوئی ہو اس بات کو اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلّف اور تصنّع زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور گردو پیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بار ہا انہیں خود حیرت سے کہتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ ’’مرجا بیوی دی گل بڑی مَن دا اے‘‘

......اس بد مزاج دوست کا واقعہ سن کر آپ معاشرت نسواں کے بارے میں دیر تک گفتگو فرماتے رہے اور آخر میں فرمایا کہ میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں‌ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ میں نے منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اسکے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے...... حضرت صاحب کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کیلئے جو ایک نکاح کے متعلق ہے، حضرت صاحب کی بیوی صاحبہ مکرمہ نے بار بار رو رو کر دعائیں کی ہیں اور بار ہا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ گو میری زنانہ فطرت کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوں۔ ایک روز دعا مانگ رہی تھیں۔ حضرت صاحبؑ نے پوچھا۔ آپ کیا مانگتی ہیں؟ آپ نے بات سنائی کہ یہ مانگ رہی ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا سوت کا آنا تمہیں کیونکر پسند ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھے اس کا پاس ہے کہ آپؑ کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری ہو جائیں۔‘‘

(290) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دینی مشاغل میں ایسی تندہی اور محویت سے مصروف رہتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی۔ اس کی ایک نہایت ادنیٰ مثال یوں سمجھنی چاہیے کہ جیسے ایک دکاندار ہو جو اکیلا اپنی دکان پر کام کرتا ہو اور اسکا مال اسکی وسیع دکان میں مختلف جگہ پھیلا ہوا ہو اور ایسا اتفاق ہو کہ بہت سے گاہک جو مختلف چیزیں خریدنے کے خیال سے آئے ہوں اسکی دکان پر جمع ہو جائیں اور اپنے مطالبات پیش کریں۔ ایسے وقت میں ایک ہوشیار اور سمجھدار دکاندار جس مصروفیت کے ساتھ اپنے گاہکوں کے ساتھ مشغول ہو جائیگا اور اسے کسی بات کی ہوش نہیں رہے گی۔ بس یہی حال مگر ایک بڑے پیمانہ پر حضرت مسیح موعودؑ کا نظر آتا تھا اور روز صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لیکر صبح تک آپؑ کا وقت اس محو کر دینے والی مصروفیت میں گذر جاتا تھا اور جس طرح ایک مسافر جس کے پاس وقت تھوڑا ہو اور اُس نے ایک بہت بڑی مسافت طے کرنی ہو اپنی حرکات میں غیر معمولی سرعت سے کام لیتا ہے اسی طرح آپکا حال تھا۔ بسا اوقات ساری ساری رات تصنیف کے کام میں لگا دیتے تھے اور صبح کو پھر کمر کس کر ایک چوکس اور چست سپاہی کی طرح دین خدا کی خدمت میں ایستادہ کھڑے ہو جاتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ جو لوگ آپؑ کی مدد کیلئے آپؑ کے ساتھ کام کرتے تھے وہ گو باری باری آپؑ کے ساتھ لگتے تھے۔ مگر پھر بھی وہ ایک ایک کر کے ماندہ ہو کر بیٹھتے جاتے تھے۔ لیکن یہ خدا کا بندہ اپنے آقا کی خدمت میں نہ تھکتا تھا اور نہ ماندہ ہوتا تھا۔

(291) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اپنی کتاب سیرتِ مسیح موعودؑ میں لکھتے ہیں کہ:

’’میں نے دیکھا ہے کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ عربی زبان میں بے مثل فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں اور پاس ہنگامۂ قیامت برپا ہے۔ بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں، چیخ رہی ہیں، چلّا رہی ہیں، یہاں تک کہ بعض آپس میں دست و گریبان ہو رہی ہیں اور پوری زنانہ کرتوتیں کر رہی ہیں۔ مگر حضرت صاحب یوں لکھے جا رہے ہیں اور کام میں یوں مستغرق ہیں کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں۔ یہ ساری لانظیر اور عظیم الشان عربی، اردو، فارسی کی تصانیف ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں۔ میں نے ایک دفعہ پوچھا اتنے شور میں حضور کو لکھنے میں یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی؟ مسکرا کر فرمایا ’’میں سُنتا ہی نہیں تشویش کیا ہو۔‘‘

(292) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت صاحب تبلیغ (یعنی آئینہ کمالات اسلام کا عربی حصہ) لکھا کرتے تھے مولوی نور الدینؓ صاحب تشریف لائے۔ حضرت صاحب نے ایک بڑا دو ورقہ مضمون لکھا اور اسکی فصاحت و بلاغت خداداد پر حضرت صاحب کو ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کیلئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دیئے۔ مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی۔ واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے، مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دیدیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں۔ مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب معمولاً اندر چلے گئے۔ میں نے کسی سے کہا کہ آج حضرت صاحب نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو رنگ فق ہو رہا ہے۔ حضرت صاحب کو خبر ہوئی تو معمولی ہشاش بشاش چہرہ، تبسم زیر لب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ ’’مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اسکی جستجو میں اس قدر تگا پو کیوں کیا گیا۔ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر عطا فرماویگا۔‘‘

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دنیا میں جس قدر قومیں ہیں، کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو...... بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 201، ایڈیشن 1984ء)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

2010ء اور 2011ء کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا احسانات کا روح پرور تذکرہ

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ بیعتوں اور نمایاں تبدیلیوں کے ایمان افروز واقعات

مختلف ٹی وی اور ریڈیو پروگراموں کے ذریعہ احمدیت کے پیغام کی اشاعت اور ان کے نیک اثرات

احمدیہ ویب سائٹ، تحریک وقف نو، مخزن تصاویر، پریس اینڈ پبلیکیشن، مجلس نصرت جہاں، احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹکٹ اینڈ انجینئرز، ہیومینٹی فرسٹ وغیرہ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کی مختصر رپورٹ، نومبائعین سے رابطوں کی بحالی، نئی بیعتوں، قبولیت دعا اور مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 45ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 23/جولائی 2011ء بروز ہفتہ بعد دوپہر کے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب

(دوسری و آخری قسط)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا مینجمنٹ بورڈ ہے۔ اُس کے ماتحت چودہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں۔ 123 مرد اور 52 خواتین ہیں۔ اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں اللہ کے فضل سے چوبیس گھنٹے ایم ٹی اے چلتا ہے۔ یہ ڈیوٹی دیتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر بھی ایم ٹی اے کی وسعت ہوگئی ہے۔ امسال سٹریمنگ (Streaming) کے کام کو مرکزی طور پر اِن ہاؤس (In House) شروع کیا گیا ہے۔ اس سے قبل یہ سروس باہر کی ایک کمپنی کے ذریعہ مہیا کی جارہی تھی، چنانچہ امسال ایم ٹی اے کے تینوں چینلز کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں کے تراجم کی سٹریمنگ کا اجراء بھی کیا گیا ہے اور اس وقت ترجمہ کو ملا کر سولہ مختلف سٹریمز (Streams) انٹرنیٹ پر بیک وقت نشر ہو رہی ہیں۔ پھر اس سال بلیک بری، آئی فون اور انڈرائیڈ فون پر ایم ٹی اے کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔ دنیا کے جو مقبول ترین موبائل فون سسٹم ہیں اُن میں ایم ٹی اے کے تینوں چینلز کا اجراء کیا گیا ہے اور ان پر ایم ٹی اے کی نشریات دنیا بھر میں کہیں بھی دیکھی اور سنی جا سکتی ہیں۔ دورانِ سفر، کالج، یونیورسٹی میں بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ سے، آئی پیڈ کے ذریعہ سے یہ دیکھا جا سکتا ہے اور اس سال اللہ کے فضل سے اب تک جو رپورٹ ہے ہزاروں لوگوں نے آئی فون کے ذریعہ سے بھی اس جلسہ کی پہلے دن کی کارروائی سنی ہے۔ اس دفعہ یہ نہیں ہے کہ شروع ہوا اور بند ہوگیا، کامیاب نہیں ہوا بلکہ گزشتہ تین مہینے سے تجربہ ہو رہا تھا۔ مَیں نے کہا تھا پہلے دیکھیں، کامیابی ہوگی تب اناؤنسمنٹ ہوگی۔ ایم ٹی اے پر اناؤنسمنٹ بھی آ رہی ہے اور اچھا فیڈ بیک بھی ہے۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ بیعتیں

ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعتیں ہوتی ہیں۔ بینن سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ’اوجا‘ (Oja) بلیغ کرنے کیلئے گئے تو وہاں امام مہدی علیہ السلام اور خلافتِ احمدیت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فولڈر جَآءَ الْمَسِیْحُ بھی دیا۔ اس فولڈر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور میری تصویر تھی۔ وہ دیکھتے ہی امام بڑی تڑپ سے مقامی زبان میں کہنے لگا کہ یہ تو میرے دوست کی تصویر ہے۔ یہ تو میرے دوست کی تصویر ہے۔ امام صاحب نے صحن کے ساتھ ہی کمرے میں پڑے ٹی وی کو آن کیا جہاں ایم ٹی اے آ رہا تھا اور میری تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ یہ روز آ کر ہمیں سکھاتے ہیں۔ یہ میرے دوست ہیں۔ تم ان کا پیغام لائے ہو۔ اُنہیں کیسے ماننا ہے؟ چنانچہ بیعت فارم لے کر امام صاحب فیملی سمیت احمدی ہوگئے۔

❁ پھر باسیلا ریجن بینن کے لوکل مشنری بتاتے ہیں کہ ایک علاقے کے گاؤں میں ’پاتا گو‘ کے ایک ٹیچر کا فون آیا کہ آپ کا ایک فولڈر جاءالمسیح ملا ہے اور میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ گاؤں دور تھا۔ بہر حال ہفتے کے اندر مقررہ وقت پر ہم وہاں پہنچ گئے۔ مختصر سے تعارف کے بعد اُس نے کہا کہ گزشتہ تین سال سے ایم ٹی اے چینل دیکھ رہا ہوں اور مَیں اس کوشش میں تھا کہ معلوم کروں کہ یہ لوگ کون ہیں جو دین کو اتنا صاف طور پر بیان کرتے ہیں اور تربیت کرتے ہیں۔ بالآخر آپ کے فولڈر سے آپ کا معلوم ہوا اور میں آپ لوگوں کے ساتھ شامل ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی اور ہمارے تبلیغی دورہ جات میں جانے لگے۔ اللہ کے فضل سے انہی صاحب کے ذریعہ سے 123 نئے پھل عطا ہو چکے ہیں۔

❁ ہالینڈ کے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مراکشی دوست نے 2000ء میں ایم ٹی اے دیکھا لیکن کوئی خاص توجہ نہ کی۔ اب مسلمانوں کی بدحالی اور انحطاط دیکھ کر توجہ پیدا ہوئی اور سوچنے پر مجبور ہوئے کہ اس سے بد حالات کیا ہوں گے؟ اور یہ وقت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا ہے۔ یہ سوچ آتے ہی اُنہیں ایم ٹی اے کا خیال آیا کہ اس پر امام مہدی علیہ السلام کا ذکر ہو رہا تھا۔ چنانچہ گیارہ سال بعد ایم ٹی اے تلاش کر کے دوبارہ دیکھنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد شرح صدر ہو گیا اور بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

❁ سپین سے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ مراکش سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان یوسف بن محمد آشیبان صاحب جو کہ بارسلونا سپین میں رہتے ہیں، نومبر 2010ء میں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنی قبولیتِ احمدیت کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ جہاں میں کام کرتا تھا وہاں میرے ساتھ Jehova Witness کا ایک لڑکا بھی کام کرتا تھا۔ وہ لڑکا روزانہ مجھے عیسائیت کی خوبیاں بتاتا اور ہلکے پھلکے انداز میں اسلام پر ایسا اعتراض کر دیتا جس کا میرے پاس کوئی جواب نہ ہوتا۔ اس پر عیسائیت کا مجھ پر غیر محسوس طور پر اثر ہونا شروع ہو گیا۔ مَیں ایک مرتبہ اُسکے ساتھ چرچ بھی گیا۔ وہ مجھے ایسی مجالس میں بھی لے گیا جہاں عیش و عشرت کے سامان میسر تھے اور مجھے کام کی بھی لالچ دینی شروع کر دی۔ قریب تھا کہ مَیں عیسائیت قبول کر لیتا کہ اتفاقاً ان دنوں میرے گھر کا رسیور خراب ہو گیا۔ نیا رسیور خرید کر لایا اور اُسے سیٹ کر کے جو چینل اس میں سے ختم کرنے تھے، اپنی بہن کے ساتھ مل کر اُنہیں ڈیلیٹ کر رہا تھا کہ ایم ٹی اے العربیہ دیکھا۔ پہلے تو ڈیلیٹ (Delete) کرنے لگا پھر اس خیال سے کہ اُسے دیکھ کر ختم کرتا ہوں کہ یہ کیا ہے؟ چنانچہ جب اُسے دیکھنے لگا تو اُس وقت ایم ٹی اے پر عیسائیت کے متعلق ہی پروگرام چل رہا تھا جس سے دلچسپی بڑھ گئی اور اُسے ختم کرنے کی بجائے مستقل دیکھنا شروع کر دیا۔ مجھے اُن تمام اعتراضات کا جواب مل گیا جو Jehova Witness والے اسلام پر کرتے تھے، چنانچہ یہ جوابات مَیں نے اُنہیں دیئے تو انہوں نے میرا پیچھا چھوڑا اور اس طرح میں عیسائیت کی طرف جاتے جاتے احمدیت کی برکت سے دوبارہ اسلام کی طرف آ گیا۔

❁ ناروے کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک کُرد عرب خاتون نے ایم ٹی اے کے ذریعہ یکم اپریل 2011ء کو بیعت کی تھی۔ یہ اوسلو سے تقریباً 125 کلومیٹر کے فاصلے پر واقعہ ایک شہر فرینٹک (Frantic) میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے دو بیٹے تیرہ اور چودہ سال کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مربی صاحب اور اپنی اہلیہ کے ساتھ ان سے ملاقات اور رابطے کیلئے ان کے گھر گیا۔ اُن کی والدہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ بہت خوش ہوئیں۔ خاتون بتا رہی تھیں کہ اُنہیں انتظار تھا کہ نظامِ جماعت اُن سے رابطہ کرے۔ اُنہیں نظامِ جماعت، جماعت احمدیہ ناروے، مشن ہاؤس، مسجد ناروے کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا گیا۔ اُنہوں نے بتایا کہ 2006ء میں وہ مختلف TV چینلز دیکھ رہی تھیں کہ اچانک ایک چینل پر اُنکی نظر ٹھہر گئی جہاں کچھ لوگ عربی بول رہے تھے اور خدا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کر رہے تھے۔ یہ چیز میرے لئے ایک انوکھی چیز تھی۔ مَیں نے چینل میں اُسے فیورٹ میں رجسٹر کر لیا۔ لیکن بعد میں بچوں نے ٹی وی کو چھیڑا تو یہ چینل گم ہو گیا۔ بہت تلاش کیا مگر نہ مل سکا۔ 2009ء میں ٹی وی لگا رہی تھی اچانک ایم ٹی اے کا گمشدہ چینل مل گیا۔ میری کیفیت یہ تھی کہ جیسے برسوں کی گمشدہ چیز مل گئی ہو۔ یہ خاتون کہتی ہیں جب مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو مجھے اُسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ نمایاں تبدیلیوں کے ایمان افروز واقعات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض نمایاں تبدیلیاں بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

مجیب صاحب مبلغ باسا ریجن بینن لکھتے ہیں کہ ایک شہر کا مولوی عبدالکریم ایک مدرسے کا پڑھا ہوا ہے۔ یہ جماعت کا شدید مخالف تھا اور لوگوں کو بتاتا رہتا تھا کہ یہ جماعت کافر ہے۔ اب کچھ عرصے سے اسکی جماعت کے خلاف مخالفانہ سرگرمیاں بہت حد تک ختم ہو چکی تھیں اور کچھ عرصے سے کوئی شور شرابہ نہ سنا تھا۔ چنانچہ اُس سے ملنے گئے کہ خاموشی کی وجہ پوچھیں۔ اُس نے بتایا کہ وہ کوتونو (Kotono) گیا تھا وہاں کسی نے بتایا کہ ایم ٹی اے چینل پر عرب لوگ اسلام کی صحیح تعلیم پیش کرتے ہیں۔ واپس گھر آ کر انہوں نے اپنی ڈش لگائی اور تب سے باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھ رہے ہیں۔ مزید کہتے ہیں کہ اُنہیں اُس وقت کا بہت افسوس ہے جب وہ جماعت کے مخالف تھے حالانکہ اسلام تو آپ لوگوں کے پاس ہے۔ آپ اسلام کی حقیقی تصویر پیش کر رہے ہیں۔ یہی مولوی صاحب جو پہلے ہمیں کافر کہتے تھے اب دعائیں دیتے رہے۔

گیمبیا کی بھی خبر ہے۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک دوست ’سامبا باجا‘ صاحب نے اپنے گھر میں ایم ٹی اے کا انتظام کیا اور اُن کے ایک دوست اسومانا (Ansumana) صاحب اکثر ان کے گھر آ کر ایم ٹی اے دیکھتے تھے۔ اُنہی دوست کے ایک بھائی سوئٹزرلینڈ میں زیرِ حراست تھے اور رہائش کے سلسلے میں سخت قسم کی مشکلات کا سامنا تھا۔ ہر قسم کی امید کھو چکے تھے۔ سامبا باجا نے اپنے دوست کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے گھر میں ایم ٹی اے کیلئے ڈش لگوا لے۔ اسومانہ صاحب نے اپنے گھر میں ایم ٹی اے کیلئے ڈش لگوا لی جس سے جماعت کے عقائد کے متعلق ان کے علم میں مزید اضافہ ہوا۔ ایم ٹی اے دیکھنے کے ساتھ انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر احمدیت سچی ہے تو میرے بھائی کو ڈیپورٹ (Deport) ہونے سے بچا لے۔ رات کے وقت اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے میرے ساتھ ملاقات کی ہے اور ملاقات کے دوران وہ بہت خوفزدہ بھی ہیں تو مَیں نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور اُن سے کہا کہ وہ مادی چیزوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے پریشان ہیں۔ ان کو احمدیت قبول کر لینی چاہئے۔ اور اُن کو کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ اللہ سب مشکلات کو حل کرنے والا ہے۔ اگلے ہی دن اُن کے بھائی کی سوئٹزرلینڈ کی عدالت میں سماعت تھی۔ عدالت نے اُن کو بری کر دیا اور سوئٹزرلینڈ میں مستقل رہائش کا اجازت نامہ جاری کر دیا۔ اسکے بعد اُنہوں نے کہا کہ احمدیت ایک سچائی ہے۔ اب وہ اپنے دوستوں کو بھی ایم ٹی اے لگانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

❁ بورکینا فاسو کے مبلغ واصف صاحب کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک گاؤں زیلاسے کے امام سے گاؤں کے بچوں کیلئے قرآن کلاس شروع کرنے کو کہا تو امام کی طرف سے کوئی خاص جواب نہ ملا۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ اُنہوں نے معلم صاحب کے ذریعہ متعدد دورہ جات کے دوران امام کی اس طرف توجہ مبذول کروائی مگر ہر دفعہ امام کی طرف سے کوئی نہ کوئی بہانہ سننے کو ملا۔ 2010ء سے جب اس گاؤں میں جماعتی طور پر ایم ٹی اے کیلئے ڈش لگائی گئی تو اس گاؤں کے احمدی ممبران کے ایمان میں کافی ترقی نظر آئی۔ چندہ جات اور اجلاسات میں شرکت بڑھ گئی۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ جب وہ دوبارہ معلم صاحب کے ساتھ اس جماعت کے دورہ پر گئے تو امام نے بغیر کسی یاد دہانی کے قاعدہ یسرنا القرآن مانگے۔ جب مربی صاحب نے اُن سے پوچھا کہ اب کلاس شروع کرنے کی کیا وجہ ہے تو امام نے کہا کہ ہم ہر روز ایم ٹی اے پر خلیفۃ المسیح کی بچوں کے ساتھ کلاس دیکھتے ہیں۔ جب خلیفۃ المسیح

خود چھوٹے چھوٹے بچوں کو قرآن اور دین کی باتیں سکھا رہے ہیں تو میں کیوں پیچھے رہوں۔

✿ پھر آصف ڈار صاحب کہتے ہیں کہ ایک نومبائع گاؤں 'گا کپینو' (Gah Kpenou) میں مسجد کی تعمیر جب آخری مراحل میں تھی تو وہاں ایم ٹی اے کی بھی انسٹالیشن (Instalation) کر دی گئی۔ وہاں پر موجود مستری نے بتایا کہ جس دن ایم ٹی اے لگا کر گئے ہیں سارے کا سارا گاؤں تمام رات نہیں سویا۔ لوگ بڑی خوشی سے مسجد میں موجود رہے اور ایم ٹی اے دیکھتے رہے۔ گو صرف چند افراد ہی فرنچ زبان جانتے ہیں لیکن اُن کی ایم ٹی اے کے ساتھ Attachment بہت زیادہ ہے۔

ٹی وی پروگرام

پھر اسی طرح ایم ٹی اے کے علاوہ دنیا میں مختلف ٹیلیویژن چینلز کے ذریعہ سے اٹھارہ سو گھنٹے کے 1413 پروگرام دکھائے گئے۔ دس کروڑ سے زائد افراد تک اسکے ذریعے سے پیغام پہنچا۔

ریڈیو پروگرام

ریڈیو سٹیشنز پر 5628 گھنٹوں پر مشتمل 5820 پروگرام نشر ہوئے اور سات کروڑ سے زائد افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ افریقن ممالک میں جماعت کے ریڈیو سٹیشن بھی ہیں۔ بورکینا فاسو کے 25 ریڈیو سٹیشنز سے جماعت کے ہفتہ وار پروگرام پانچ زبانوں میں ہو رہے ہیں۔ علاوہ اپنے ریڈیو سٹیشن کے ملکی ریڈیو سٹیشن جو ہیں وہاں سے بھی پروگرام نشر ہو رہے ہیں۔ چار ریڈیو سٹیشنز بورکینا فاسو میں جماعت احمدیہ کے قائم ہیں۔ سیرالیون میں بھی جو احمدیہ مسلم ریڈیو سٹیشن ہے اس سے آٹھ گھنٹے کی نشریات ہوتی ہیں اور 120 میل کے علاقے تک سنی جاتی ہیں۔ مقامی زبان میں میرا خطبہ بھی ہوتا ہے جو سنا جاتا ہے۔ ان کے مختلف پروگرام وہاں کے لوکل چینل بھی دکھاتے رہے۔

ریڈیو پروگراموں کے ذریعہ قبولِ احمدیت کے واقعات

✿ بورکینا فاسو کے ریجن 'لیوٗ' کے ایک گاؤں ٹو سے دو افراد ہمارے مشن آئے اور بتایا کہ ریڈیو کے ذریعے سے ہم احمدیت سے واقف ہو چکے ہیں۔ تمام پروگرام جو ریڈیو پر نشر ہوتا ہے ہم وہ سنتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بہترین خدمت کر رہی ہے۔ ہمارے بہت سے سوالات کے تسلی بخش جوابات ہمیں ریڈیو سے مل گئے ہیں۔ پھر اُن کو احمدیت کا تعارف کرایا اور اُنہوں نے کہا ہم گاؤں جا کر بتائیں گے۔ چنانچہ وہ گاؤں گئے اور وہاں سے پھر چالیس بیعتیں لے کر آئے۔

اسی طرح کافی پروگرام ہیں جو ریڈیو کے ذریعے سنے جاتے ہیں۔

✿ بورکینا فاسو کے ریجن بوبو جلاسو میں ایک خاتون جن کی عمر 54 سال ہے ہمارے ریڈیو اسلامک احمدیہ میں آئیں اور کہا کہ آپ کے ریڈیو کے پروگرام سن کر الحمدللہ آج میں قرآنِ کریم پڑھ سکتی ہوں۔ آپ کے ریڈیو کی وجہ سے آج مردوں کی طرح ہم عورتیں بھی قرآنِ کریم پڑھنے کے قابل ہوگئی ہیں۔ اسی طرح بچوں کے پروگرام ہیں وہ بھی بڑی خوشی سے آ کر بتاتے ہیں۔

سالانہ رپورٹ احمدیہ ویب سائٹ

اسکے انچارج ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب ہیں۔ روحانی خزائن کے حوالے تلاش کرنے کیلئے جو سسٹم انسٹال کیا گیا تھا اُس میں کچھ بہتری کی گئی ہے۔ اب اس میں انگریزی حصہ بھی ایڈ (Add) کر دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کے اردو اور انگریزی تراجم و تفاسیر کے علاوہ تیس زبانوں میں تراجم online available ہیں۔ ویب سائٹ میں تقریباً پانچ سو اُردو کتب اور 180 انگریزی کتب مہیا کی گئی ہیں۔ آڈیو میں اُردو کی باسٹھ (62) کتابیں اور انگریزی میں چودہ (14) کتابیں میسر ہیں۔ خلفائے سلسلہ احمدیہ کے خطبات اٹھائیس سو (2800) کی تعداد میں آڈیو اور وڈیو کی صورت میں میسر ہیں۔ میڈیا اور لائبریری میں ایک ہزار کی تعداد میں ویڈیو پروگرام ڈالے گئے ہیں۔ اس طرح بہت سارے دوسرے پروگرام بھی ہیں۔ بورکینا فاسو میں بھی یہ چل رہا ہے۔

تحریکِ وقفِ نو

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال واقفین کی تعداد میں تین ہزار ایک سو چھہتر (3176) واقفین کا اضافہ ہوا ہے۔ اس اضافے کے ساتھ واقفین کی کل تعداد چوالیس (44) ہزار تین سو چھیانوے (396) ہو گئی ہے۔ لڑکوں کی تعداد ستائیس ہزار سات سو چھپن (27,756) اور لڑکیوں کی تعداد سولہ ہزار چھ سو چالیس (16,640) ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی تناسب ایک اور ایک اعشاریہ سات ہے اور سب سے زیادہ پاکستان کے ہیں اسکے بعد دوسرے ممالک کے۔

مخزنِ تصاویر

مخزن تصاویر میں بھی اچھی نمائش ہو رہی ہے۔ آرکائیو میں پرانی تاریخی تصاویر رکھی گئی ہیں۔

پریس اینڈ پبلیکیشن

پریس اینڈ پبلیکیشن کا جو شعبہ ہے اس میں بھی اچھا کام ہو رہا ہے۔

مجلس نصرت جہاں

مجلس نصرت جہاں کے تحت افریقہ کے بارہ ممالک میں انتالیس (39) ہسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں۔ اکتالیس (41) ڈاکٹر خدمت میں مصروف ہیں۔ بارہ (12) ممالک میں ہمارے چھ سو چھپن (656) ہائر سیکنڈری سکول، جونیئر سیکنڈری سکول اور پرائمری سکول کام کر رہے ہیں۔ کینیا میں شیانڈا (Shianda) کے مقام پر ہمارا ہسپتال قائم ہے اُس میں اس سال مزید بہتری پیدا کی گئی ہے۔ اُن کو بعض مشینیں دی گئی ہیں۔ مختلف سیاسی لیڈر اور وزیر اور صدران جو ہیں ہمارے ہسپتالوں اور سکولوں کی غیر معمولی تعریف کرتے ہیں۔ آج بھی آپ نے لائبیریا کے حوالے سے سنا۔

✿ گیمبیا میں بصے (Basse) کلینک کے انچارج ڈاکٹر تنویر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک باپ اپنے بیس سالہ بیٹے کو ہمارے کلینک میں لایا جو فٹبال کھیلتے ہوئے زخمی ہو گیا تھا۔ اور اس کے بدن کا نچلا حصہ پیرالائز (paralyse) ہو گیا تھا۔ وہ چل نہیں سکتا تھا اور ایک سال سے بستر پر تھا۔ اُس نے کافی علاج کروایا اور مذہبی رہنماؤں کے پاس بھی گیا لیکن بے سود۔ کہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ وہ ہمارے پاس آ گیا۔ چیک اپ کے بعد اُسے ایک ہفتہ کی دوائی دی۔ اُنہوں نے مجھے بھی دعا کیلئے خط لکھا۔ ایک ہفتے کے بعد جب وہ واپس آیا تو کچھ بہتری تھی۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے دو ہفتے کی اور دوائی دے دی۔ جب وہ دو ہفتے کے بعد آیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بیساکھی کے سہارے چل رہا تھا اور والد اور چچا اُسکے بہت خوش تھے۔ اسکی وجہ سے احمدیہ کلینک کا بڑا چرچا ہوا۔

✿ ایک اور مریض یٰسین صاحب کو بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے گینگرین شروع ہوئی۔ اُن کی عمر ابھی صرف 32 سال ہے۔ انہوں نے کافی ایلو پیتھک ادویات استعمال کیں مگر مرض بڑھتا گیا۔ دوسری اور تیسری انگلی بھی سیاہ ہو کر جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو گئیں۔ تمام بڑے بڑے ڈاکٹروں نے بھی اُسے کٹوانے کا مشورہ دیا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ میرا علاج کریں۔ میں نے کہا کہ میں دعا کیلئے اپنے خلیفہ کو خط لکھتا ہوں۔ اس میں آپ کیلئے بھی دعا کا لکھ دیتا ہوں۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور دو ماہ کے علاج کے بعد اس کی انگلیاں بالکل ٹھیک ہوگئیں۔ اور ڈاکٹر بہت حیران ہوئے کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ اس طرح کے بیشمار واقعات ہیں۔

احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا کام کر رہی ہے اور انہوں نے ایک ماڈل ویلیج جو ہیں نے پچھلے سال ان کو بنانے کا کہا تھا، بنا دیا ہے اور اس سال انشاء اللہ تعالیٰ پانچ مختلف افریقن ممالک میں اور ماڈل ویلج بنائیں گے جن میں بجلی، پانی اور سڑکوں کی سہولت ہوگی اور ایک چھوٹا سا گرین ہاؤس بھی ہوگا جہاں گاؤں والے سبزیاں وغیرہ اُگا سکیں گے۔ اللہ کے فضل سے انہوں نے کافی واٹر پمپ بھی لگائے ہیں اور پانی مہیا کرنے میں، بجلی مہیا کرنے میں یہ والنٹیئر کافی اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہاں سے اور یورپ سے لڑکے جاتے ہیں اور کام کرتے ہیں۔

انجینئرز ایسوسی ایشن کے دو ممبر نلکوں کی مرمت کیلئے یہاں سے مالی (Mali) میں بھجوائے گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ بیس دنوں میں انہوں نے اکتیس (31) نلکے مرمت کر دیئے اور اسکے ساتھ ساتھ ہر قوم میں دو تین مقامی افراد کو ٹریننگ بھی دی اور کمیٹی تشکیل دے دی۔ میئر اور چیف نے اس کام کو بہت سراہا اور تمام سرکاری افسران نے ان کاموں کو بہت سراہا۔ اور پھر اس سے جماعت احمدیہ کو وہاں کافی تعارف حاصل ہوا۔

✿ بینن (Benin) کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں دو دریاؤں کے سنگم پر واقعہ ہے۔ ہماری ٹیم بڑا دشوار گزار راستہ طے کر کے وہاں پہنچی اور واٹر فار لائف کے تحت کام شروع کیا۔ وہاں کا پمپ عرصہ بارہ سال سے بیکار تھا۔ زنگ آلود اور پرانا سامان باہر نکال کر کمپریسر سے پائپ کی صفائی کی گئی۔ پانی جاری ہونے پر لوگوں کی خوشی قابل دید تھی۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو اس مردہ گھوڑے کو بھول چکے تھے، ہم آپ کا کس زبان سے شکریہ ادا کریں۔

ہیومینٹی فرسٹ (Humanity First)

Humanity First کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے افراد خدمات سرانجام دے رہے ہیں، والنٹیئرز بھی جاتے ہیں، کچھ ان کے بھی ہیں اور کچھ دوسرے بھی بیچ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے تعاون سے آنکھوں کے ایک سو مفت آپریشن کئے گئے۔ جاپان کے زلزلے میں ہیومینٹی فرسٹ نے کافی خدمات سرانجام دیں۔

نو مبائعین سے رابطوں کی بحالی

نو مبائعین سے رابطے میں گھانا سرفہرست ہے۔ انہوں نے دورانِ سال چوبیس ہزار چار سو (24,400) نو مبائعین سے رابطہ کیا ہے اور گزشتہ چھ سالوں میں اب تک اللہ کے فضل سے نو لاکھ تیس ہزار دو سو نو (9,30,209) نو مبائعین سے رابطہ بحال کر چکے ہیں۔ دوسرے نمبر پر نائیجیریا ہے انہوں نے اس سال اڑتیس (38) ہزار سے زائد نو مبائعین سے رابطہ قائم کیا۔ اور ان کا بھی پانچ (5) لاکھ ساٹھ ہزار (60) سے اوپر رابطہ ہو چکا ہے۔ بورکینا فاسو نے اس سال اٹھارہ ہزار چھ سو (18,600) نو مبائعین سے رابطہ زندہ کیا۔ دو لاکھ اڑتیس ہزار (2,38,000) سے رابطہ بحال کر چکے ہیں۔ آئیوری کوسٹ نے آٹھ ہزار نو سو (18,900) سے رابطہ کیا۔ یہ اب تک چھپن (56) ہزار سے زائد نو مبائعین سے رابطہ کر چکے ہیں۔ سیرالیون نے دورانِ سال چھتیس ہزار سات سو (36,700) نو مبائعین سے رابطہ کیا اور اب تک ایک لاکھ اڑتیس (38) ہزار سے زائد سے رابطہ کر چکے ہیں۔ ہندوستان میں جو رابطے ہوئے ہیں اُن کی تعداد دو ہزار دو سو اکاسی (2281) ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ اب تک اکاسی ہزار نو سو (81,900) سے اوپر نو مبائعین سے رابطہ کر چکے ہیں۔ بنگلہ دیش گیارہ سو ساٹھ (1108) سے زائد نو مبائعین سے رابطہ کیا۔ کینیا نے چار ہزار چھ سو (4600) سے زائد افراد سے رابطہ قائم کیا۔ اس طرح چھیالیس (46) ہزار آٹھ سو (800) سے رابطہ قائم ہو چکا ہے۔ یوگنڈا میں بھی اس سال اٹھارہ سو اکانوے (1891) نو مبائعین سے رابطہ ہوا۔ بینن میں دس ہزار نو سو (10900) سے اوپر نو مبائعین سے رابطہ ہوا۔ اسی طرح باقی ممالک ہیں۔ ان رابطوں کے بعد اب وہاں کے مقامی علماء کو، اماموں کو ٹریننگ دی جاتی ہے تا کہ وہ جماعت سے جڑے رہیں۔

یوکرائن کی ایک گمشدہ احمدی فیملی

✿ نسیم مہدی صاحب لکھتے ہیں کہ چند ماہ قبل ایک احمدی خاتون نے بتایا کہ انکی کمپنی کی ایک میٹنگ میں ان کا تعارف یوکرائن کی ایک خاتون سے ہوا جو اس کمپنی میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ میٹنگ کے دوران جب کھانے کا وقفہ ہوا تو احمدی خاتون نے کھانے کے مینیو کو بغور دیکھنا شروع کیا تو وہ کہنے لگی کیا تم مسلمان ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، اس نے کہا چونکہ آپ مینیو کو بغور پڑھ رہی تھیں تو میں سمجھ گئی کہ آپ دیکھ رہی ہو کہ کوئی حرام چیز نہ ہو۔ ساتھ ہی پوچھا کہ تم کون سے فرقے کی مسلمان ہو؟ یہ احمدی بہن کہتی ہیں کہ میں حیران ہوگئی کہ یہ سفید فام عورت نا معلوم کیوں مجھ میں اتنی دلچسپی لے رہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں احمدی مسلمان ہوں۔ اس نے فوراً کہا کہ میں بھی احمدی مسلمان ہوں۔ دونوں خوشی سے بغل گیر ہوگئیں۔ اس یوکرائنین خاتون کا نام 'تمارا' ہے۔ اس نے بتایا کہ جنگِ عظیم دوم سے قبل میرے نانا بلجیم میں کام کرتے تھے۔ وہاں کسی احمدی سے ان کی ملاقات ہوئی اور اُن کی تبلیغ سے احمدی ہوگئے۔ وہ اپنے آپ کو ہمیشہ احمدی مسلمان کہتے رہے۔ انکی اولاد سے میری والدہ پکی احمدی ہیں اور اب تک زندہ ہیں اور بڑے درد سے احمدیوں سے رابطہ کرنا چاہتی ہیں۔ یہ دونوں بہنیں مجھے ملنے آئیں اور تمارا نے بیعت فارم پُر کیا۔ اس دفعہ جلسہ سالانہ میں بھی شامل ہوئی ہیں۔ اب جلد ہی وہ اپنی والدہ کو امریکہ لانا چاہتی ہیں۔ یہ دیکھیں اللہ کی تقدیر کہ جنگِ عظیم سے قبل کی ایک احمدی فیملی سے رابطہ ہو گیا۔

بیعتوں کی تعداد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال بیعتوں کی تعداد چار لاکھ اسّی ہزار (480,000) سے اوپر ہے۔ اس سال 124 ممالک سے تین سو باون (352) قومیں احمدیت میں داخل ہوئی ہیں، الحمدللہ۔ انشاء اللہ کل عالمی بیعت میں ان کی نمائندگی ہوگی۔

نائیجیریا کو اس سال ایک ـــــ لاکھ سولہ ہزار (1,16,000) سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی۔ چون (54) نئی جماعتیں بنی ہیں۔ گھانا کو ترپن ہزار (53,000) سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی اور انیس (19) نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ مالی میں ایک لاکھ سے زائد بیعتیں ہوئیں۔ یہاں مالی میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی سے جماعت کا نفوذ ہو رہا ہے اور بڑے

ایکٹو (Active) احمدی ہیں۔ یہ نہیں کہ پیچھے ہٹنے والے ہوں۔ بلکہ چندوں کے نظام میں بھی شامل ہوتے ہیں اور مستقل رابطے ہیں۔ بورکینا فاسو میں اکتیس (31) ہزار سے زائد احمدیت میں داخل ہوئے۔ آئیوری کوسٹ میں اللہ کے فضل سے دورانِ سال پانچ ہزار (5000) سے زائد بیعتیں ہوئیں۔ وہاں حالات بھی بڑے خراب رہے ہیں۔ سینیگال میں تیرہ ہزار (13000) سے زائد بیعتیں ہوئیں۔ جماعت بینن کو امسال پینتیس ہزار (35,000) بیعتیں حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ جماعت نائیجر کو ستائیس ہزار (27,000) بیعتوں کی توفیق ہوئی۔ کیمرون کو چودہ ہزار (14,000) بیعتوں کی توفیق ملی۔ یوگنڈا میں بیعتوں کی تعداد اللہ کے فضل سے تین ہزار (3000) سے اوپر ہے۔ چودہ (14) نئے مقامات پر جماعت احمدیہ کا پودا لگا ہے۔ کینیا کی بیعتیں بھی تقریباً چار ہزار (4000) ہیں۔ سیرالیون کو چالیس ہزار (40,000) سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی۔ کانگو برازاویل کو چھ ہزار (6,000) سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی۔ ہندوستان میں اللہ کے فضل سے دو ہزار سے (2000) زائد بیعتیں ہوئیں۔

❁ بیعتوں کے حوالے سے ڈاکٹر وسام البراقی صاحب نے مجھے سیریا سے ایک خط لکھا تھا کہ جب عالمی بیعت ہوتی ہے تو بعض مقامات پر صدر جماعت ٹی وی پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں اور دیگر حاضرین ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ گویا وہ اس طرح عالمی بیعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ سوال پوچھا تھا کہ کیا یہ طریق جائز ہے؟ تو مَیں نے اُن کو جواب دیا تھا کہ یہ بالکل غلط طریقہ ہے اور یہ بدعت ہے جسے ختم ہونا چاہئے۔ اور مَیں نے اُن کو یہ بھی کہا تھا کہ مجھے یاد کروا دیں تو آج اس حوالے سے انہوں نے یاد کروایا ہے۔ یہاں جو بیعت ہو رہی ہے کیونکہ دستی بیعت ہو رہی ہوتی ہے اس لئے ایک دوسرے کی کمر پر ہاتھ رکھ کے میرے ہاتھ تک اُن کا ہاتھ پہنچ جاتا ہے لیکن ٹی وی پر ہاتھ رکھنا یہ قطعاً غلط چیز ہے اور بدعتیں ہیں۔ بدعتوں کو ختم کرنے ہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے۔

بیعتوں کے ایمان افروز واقعات

بیعتوں کے بارے میں چند واقعات بیان کر دیتا ہوں۔

❁ ندیم صاحب نائیجر کے مبلغ ہیں، لکھتے ہیں کہ خاکسار اپنے علاقہ ’اکوانگا‘ (Akwanga) میں ایک نئے مقام ’آنڈھا‘ (Andha) میں تبلیغ کیلئے گیا۔ تبلیغ کے بعد وہاں کے امام صاحب اور باقی تمام احباب نے ہمارا شکریہ ادا کیا۔ امام صاحب بہت عمر رسیدہ شخص ہیں اور اُنکی عمر بھی ایک سو پانچ سال ہے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلئے لمبی عمر دی ہے کہ میرے تک امام مہدی کا پیغام پہنچے اور مَیں اس پیغام کو قبول کروں۔ اس وقت سورج، چاند، درخت، پودے اور ہر چیز اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے۔ لہٰذا مَیں جماعت کو قبول کرتا ہوں۔ اُن دور دراز کے علاقوں کے اماموں کو یہ نظر آ جاتا ہے اگر نہیں نظر آتا تو بدقسمت اُن مولویوں کو جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔

❁ مبلغِ سلسلہ بینن لکھتے ہیں کہ تبلیغ کر رہے تھے کہ وہاں غیر احمدیوں کی مسجد کا امام بھی تھوڑی دیر میں آ گیا۔ خدشہ تھا کہ وہ ہمارے خلاف کچھ بولے گا ہم نے کچھ لٹریچر بھی نمائش کیلئے رکھا ہوا تھا اور اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر بھی شامل تھی۔ وہ امام آتے ہی اس تصویر کو پکڑ کر فرنچ میں کہنے لگا۔ کیا یہ وجود جھوٹ بول سکتا ہے؟ اور بھلا یہ جھوٹ بولے گا؟ یہ جھوٹ بولے گا بھی کیوں؟ اور بیعت فارم پُر کر کے جماعت میں داخل ہو گیا۔

❁ سیرالیون کا ایک واقعہ ہے کہ پیراماؤنٹ چیف جو کہ مذہباً کٹّر عیسائی ہیں اُن کا پیغام آیا کہ ہم اُنہیں اُن کے چیفڈم میں آ کر ملیں۔ چنانچہ ہم پروگرام کے مطابق گئے۔ مبلغ صاحب لکھتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں خوش آمدید کہا اور اس دن اپنے علاقہ کے بڑے لوگوں کی میٹنگ بھی رکھی۔ جس میں ان کے ٹاؤن کے چیف، امام اور دوسرے عام لوگ بھی شامل تھے۔ چیف نے کہا، مَیں تو مذہباً عیسائی ہوں۔ میری چیفڈم میں کوئی بھی مسلم مشن کام نہیں کر رہا لیکن چیف ہونے کے ناطے مَیں اپنے ساٹھ فیصد مسلمانوں پر ظلم نہیں کر سکتا۔ میں جماعت احمدیہ کو بخوبی جانتا ہوں کہ وہ اس دور میں تمام مسلم جماعتوں میں بہترین جماعت ہے جو اسلام کی صحیح تعلیم دیتی ہے اور پُرامن ہے اس لئے آج مَیں اپنے تمام چیفڈم احمدیہ مسلم جماعت کو دیتا ہوں اور تمام چیفڈم میں موجود مسلمانوں کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی تلقین کرتا ہوں۔

❁ پھر ایک نو احمدی کا جذبہ ایمانی دیکھیں۔ غانا کے امیر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اَپر ایسٹ ریجن میں الحاج سابون کوڈی صاحب بڑے بزنس مین شخص ہیں، جو ٹرانسپورٹ کا کام اور فارمنگ (Farming) کرتے ہیں۔ اُنہیں ریجن کی سطح پر بہترین فارمر (Farmer) کا اعزاز بھی ملا ہوا ہے۔ اُنہیں جماعت احمدیہ میں دلچسپی پیدا ہوئی اور خصوصاً اس بات سے کہ احمدیہ جماعت قرآنِ مجید ناظرہ کے ساتھ ترجمہ سیکھنے پر زور دیتی ہے اور نماز سادہ کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی سیکھنے کی تلقین کرتی ہے۔ ان کے احمدیت قبول کرنے نے سب کو حیران کر دیا۔ وہ چونکہ علاقے کی معروف شخصیت تھے اُنہیں غانا بھر سے فون آئے کہ احمدیت کیوں قبول کی ہے؟ اُنہوں نے سب کو یہی کہا کہ مَیں آپ کا کرایہ دوں گا آپ یہاں آئیں، مل کر بات کریں گے کہ احمدیت سچ ہے یا نہیں؟ مگر کسی کو وہاں جا کر بحث کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ ان کے علاقے میں مشنریز کو بھجوایا گیا اور پھر کانفرنس ہوئی، دو ہزار سے زائد لوگ شامل ہوئے۔ اور اللہ کے فضل سے بڑا اچھا اثر ہوا۔

❁ خالد محمود صاحب جو ربوہ کے وکیل الدیوان ہیں اُنکو برما بھجوایا گیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ رنگون میں جلسہ سالانہ کے موقع پر ’چوسے‘ شہر سے چار غیر از جماعت احباب کا وفد شامل ہوا۔ دورانِ جلسہ اور جلسہ کے بعد مختلف اوقات میں سوال وجواب ہوتے رہے، اُنہوں نے بڑی دلچسپی سے سوال پوچھے۔ لیکن بظاہر یہ علم نہ ہو سکا کہ یہ قائل ہوئے ہیں یا نہیں۔ واپس جاتے ہوئے اُنہوں نے اپنے گاؤں آنے کیلئے اصرار کیا۔ نیشنل صدر صاحب نے وقت کی کمی کے باعث اُن سے معذرت کی، لیکن اُن کا اصرار جاری رہا۔ آخر بھٹی صاحب نے اُن سے وعدہ کیا کہ گو وقت کم ہے لیکن خاکسار ضرور آئے گا۔ چونسے شہر رنگون سے ایک سو پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ اس میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً دس ہزار ہے۔ بدھ مذہب سے تعلق رکھنے والے لاماؤں کی تعداد بیس ہزار ہے۔ کہتے ہیں ہم وہاں گئے۔ بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ گفتگو کے آغاز پر مختصراً صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کی گئی اور سوال کرنے کی دعوت دی گئی۔ گاؤں کے مولوی صاحب جو رنگون میں شامل ہوئے تھے، کھڑے ہو کر کہنے لگے، سچائی سچائی ہوتی ہے۔ مزید کسی سوال کی ضرورت نہیں ہے اور ساتھ ہی بیعت کا اعلان کر دیا۔

❁ امیر صاحب کینیڈا لکھتے ہیں کہ ایک داعی الی اللہ اعجاز احمد صاحب ہملٹن ساؤتھ دو سال سے اپنے ایک دوست بروس گرفتھ (Bruce Griffth) سے مختلف موضوعات پر بات کرتے رہے۔ یہ دوست عیسائیت سے برگشتہ اور اسلام کی طرف مائل تھا۔ اس دوران اُسکا رابطہ اہلِ سنت احباب سے ہوا۔ اُن سے رابطہ بڑھتا گیا۔ اعجاز صاحب نے اُن سے کہا کہ وہ اپنے اہلِ سنت دوستوں سے کہے کہ وہ قرآنِ مجید کی رو سے احمدیت کی صداقت کے بارہ میں ہم سے بحث کریں۔ نیز اُن کے علماء یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص عیسائیت سے اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ عیسائی ہونا چاہے تو اُس سے کیا معاملہ کیا جائے گا؟ اُسکے اہل سنت دوست ان سوالات کے تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ جبکہ احمدی علماء کے جوابات سے وہ مطمئن ہو گیا اور احمدیہ مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنی شروع کر دی۔ ایک دن اُسے مشن ہاؤس ٹورانٹو لے جا کر امیر صاحب کینیڈا سے ملاقات کروائی گئی۔ بعد ازاں جب اُسے زیرِ تعمیر طاہر ہال اور جامعہ احمدیہ کی بلڈنگ دکھائی گئیں اور بتایا گیا کہ ان بلڈنگز کی تعمیر میں ہم نے حکومت سے کوئی گرانٹ نہیں لی بلکہ حکومت نے جو دو ملین ڈالر کی گرانٹ دی تھی وہ بھی شکریہ کے ساتھ واپس کر دی گئی ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ میں نے کوئی ایسی جماعت نہیں دیکھی جو اتنے بڑے پراجیکٹ کیلئے گورنمنٹ سے گرانٹ نہ لیتی ہو بلکہ منظور شدہ گرانٹ بھی واپس کر دے۔ اس لئے مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ کے فضل سے یہ بڑے فعال احمدی ہیں۔ اسی طرح اور بھی ہیں۔

❁ آسام کے امیر صاحب لکھتے ہیں 2010ء میں ایک فرد ساکن جیرانگ، انڈیا اپنی فیملی کے ساتھ عیسائیت سے احمدیت میں داخل ہوا۔ دس سال تک یہ جماعتی کتب پڑھتے رہے تھے۔ چونکہ یہ خاشا زبان جانتے تھے اس لئے خاشا اخبار میں امام مہدی کے ظہور اور وفاتِ مسیح کے بارے میں مضامین لکھتے رہے۔ بہت جگہوں پر انہوں نے جماعت کے بارے میں معلوم کیا۔ کافی مخالفت بھی برداشت کرنا پڑی۔ لوگوں نے اُنہیں کہا کہ ان لوگوں سے تعلق نہ رکھو۔ یہ خراب لوگ ہیں۔ آخر کار گوہاٹی، نارنگی اور شانتی نگر پہاڑ کے اوپر جماعت کی مسجد میں آ کر جماعت سے رابطہ کیا۔ 2010ء میں انہوں نے امان علی صاحب زونل امیر اور سابق صوبائی امیر مشرق علی صاحب کے ذریعے بیعت کی۔ اس طرح ان کے کچھ اور واقعات ہیں۔

رؤیائے صادقہ کے ذریعہ سے لوگوں کی بیعتیں

❁ فن لینڈ میں مقیم مراکش کے ایک دوست الامین اولیٰ اور انکی بیگم ہانہ لینا ایکونین (Hanna Leena Ikonen) اور ان کے دو بچے تقریباً عرصہ چھ سال سے ایم ٹی اے العربیہ سے متعارف تھے۔ الحوار المباشر پروگرام کی وجہ سے شروع سے ہی ان کو جماعت کی طرف رغبت حاصل ہوگئی یہاں تک کہ کام پر جانے اور سونے کے علاوہ تمام وقت ایم ٹی اے دیکھنے میں مصروف رہتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس پروگرام میں ہمیں تمام سوالوں کے جواب ملنے لگے۔ پھر انہوں نے جماعت کے بارہ میں تحقیق کرنا شروع کی اور تفسیرِ کبیر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب کا مطالعہ کیا۔ ان کا عربی زبان میں ترجمہ موجود تھا۔ وہ بتاتے ہیں کہ اُنہوں نے اتنی پیاری عربی تحریر کبھی نہ پڑھی تھی اور اس عربی کا اُنہیں اتنا مزا آتا تھا کہ وہ کتب چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ اُنہوں نے سیدھی راہ کی طرف ہدایت کیلئے استخارہ کیا اور خواب میں انہوں نے مجھے دیکھا۔ کہتے ہیں ہم نے خلیفۃ المسیح الخامس کو دیکھا کہ ساتھ کسی پہاڑ کی وادی میں موٹر گاڑی میں موجود ہیں اور چلا رہے ہیں۔ بہت سے لوگ ادھر موجود ہیں اور سلام کی غرض سے دور دور سے ہاتھ ہلا رہے ہیں۔ اس پر اُن کے دل کو تسلی ہوگئی اور تقریباً چار سال سے وہ اور اُنکی بیگم اپنے آپ کو احمدی سمجھتے رہے اور دوسروں کو تبلیغ بھی کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے باقی خاندان کو تبلیغ کی اور اب انہوں نے باقاعدہ بیعت فارم پُر کر دیا۔

❁ نصیر شاہد صاحب فرانس سے لکھتے ہیں کہ مراکش کے ایک دوست اصغیر جواد صاحب کا فون آیا تو اُن کے گھر ان کو لینے گیا۔ پھر اُن کو مشن ہاؤس لا کر مسجد دکھائی۔ نماز مغرب وعشاء پڑھی۔ گفتگو ہوئی۔ پھر کہتے ہیں کہ اُنہوں نے مراکش میں اپنا ایک پُرانا واقعہ بتایا کہ سلفیوں کے ساتھ نمازیں پڑھتا تھا مگر وہ بہت متشدد نظریہ کے تھے۔ پھر الحیات ٹی وی دیکھنے لگ گیا۔ دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ حق ہے تو نصاریٰ میں شامل کر دے کیونکہ مَیں نور اور ہدایت چاہتا ہوں۔ پھر کہتے ہیں مَیں فرانس آ گیا۔ اچانک ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ دوستوں اور گھر والوں سے بات کی۔ انہوں نے کہا، اَحَقٌّ هُو۔ مہدی تو سعودی عرب میں آئے گا۔ مسیح آسمان سے اُترے گا۔ لیکن میں دن رات ایم ٹی اے الحوار المباشر دیکھتا رہا۔ اس دوران مَیں نے تین خوابیں دیکھیں۔ پہلی خواب یہ دیکھی کہ دو لڑکیاں حجاب میں دیکھیں۔ مَیں نے پوچھا کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم احمدی ہیں۔ اس پر میں خوش ہوا۔ دوسری خواب میں دو آدمی دیکھے جو جھنڈا اُٹھائے ہوئے ہیں۔ مَیں بھاگ کر اُن سے ملنے کی کوشش کرتا ہوں مگر غائب ہو جاتے ہیں۔ کسی سے پوچھ کر ان سے جا ملتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم جماعتِ احمدیہ سے ہیں؟ میں نے کہا کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا چندہ لیتے ہیں۔ تم بھی دو اور شامل ہو جاؤ۔ پھر مَیں کچھ پیسے دیتا ہوں اور اُن میں شامل ہو جاتا ہوں۔ پھر تیسرا خواب کہتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ مراکش کے کسی شہر میں ہوں، جمعہ کا دن ہے۔ لوگوں کا اژدحام ہے۔ سب مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ مَیں حیران ہوں کہ کہاں جاؤں، کس مسجد میں جاؤں۔ پھر مَیں ایک مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ اندر ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ امام کی سفید داڑھی اور سر پر سفید عمامہ ہے۔ جمعہ اُن کے ساتھ پڑھا۔ کچھ دیر اُن کے ساتھ رہا اور باتیں کرتا رہا۔ پھر جماعت کے ساتھ مسجد سے باہر نکلا۔ دیکھتا ہوں کہ لوگ قطاروں میں ہیں اور ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ (پگڑی والا شخص جو نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا وہ مَیں تھا) کہتے ہیں کہ پھر مراکش میں چوتھا خواب اُنہوں نے دیکھا جس میں مجھے اُنہوں نے دیکھا کہ مراکش میں میرے گھر میں ہیں (یعنی مَیں اُن کے گھر میں گیا ہوں) مجھے آپ نے پانی دیا۔ میرے گھر سے چشمے کی صورت

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمدردی میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے بڑھے ہوئے تھے، اس لیے کہ آپؐ کُل دنیا کیلئے مامور ہو کر آئے تھے اور آپؐ سے پہلے جس قدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کل دنیا اور ہمیشہ کیلئے نبی تھے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 221، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپور، صوبہ تامل ناڈو)

میں پانی نکلتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ زمزم کا پانی ہے۔

اسی طرح اور بھی بہت سارے واقعات ہیں جن کی تفصیل بیان کرنا اس وقت ممکن نہیں۔ پھر بعض ایسی بیعتیں جو نشان دیکھ کر ہوئیں انکا ایک آدھ واقعہ بھی ذکر کر دیتا ہوں۔

نشان دیکھ کر احمدیت قبول کرنے کے واقعات

۞ ناصر محمود صاحب مبلغ بینن لکھتے ہیں کہ ہماری تبلیغی ٹیم ایک عیسائی گاؤں میں گئی اور لوگوں کو حضرت مسیح کی آمدِ ثانی اور مسلمانوں میں امام مہدی کا بتانا شروع کیا تو لوگوں میں سے ایک آدمی اپنے ہاتھ میں ایک بچہ لئے نکلا اور کہنے لگا کہ آپ مسیح مسیح کئے جا رہے ہیں۔ یہ بچہ مرا جا رہا ہے اس کو تو بچائیں۔ یہ بہت بیمار ہے۔ یہ بچ گیا تو ہم سمجھیں گے کہ مسیح سچا ہے۔ اب یک دم ایسی صورتِ حال بن گئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صدقہ خدا تعالیٰ سے بچے کیلئے سوائے شفا مانگنے کے اور کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی اور اسی لمحے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی تسلی دل پر نازل ہوئی کہ خدا تعالیٰ معجزہ دکھلانے والا ہے۔ فوراً ہم نے اُنہیں یہ کہتے ہوئے بچہ اپنی گود میں لے لیا کہ آپ تین دن بعد اس بچے کو صحت مندی کی حالت میں اپنے پاس پائیں گے۔ چنانچہ اُسے والدین کی اجازت سے ہم اپنے گھر لے آئے۔ ظاہری تدبیر کے طور پر دوا بھی دی اور خدا تعالیٰ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا واسطہ دے کر دعا کرتے رہے۔ اُس شفاؤں کے مالک خدا نے اس دور کے مسیح علیہ السلام کی شفاء کا معجزہ دکھایا کہ تیسرے دن بچہ ستّر فیصد تک صحت یاب ہو چکا تھا۔ پھر یہ خاندان فوری طور پر احمدیت کی آغوش میں آ گیا۔

۞ کناکری کے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ گنی کناکری میں ہمارے ایک بہت مخلص احمدی نوجوان 'احمد دیدات کبا' ہیں۔ یہ سیکرٹری تبلیغ بھی ہیں۔ ان کی اہلیہ ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور احمدیت قبول کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار تھیں اور اس وجہ سے اُن کا اپنے خاوند سے اکثر جھگڑا رہتا تھا۔ وہ اپنی اہلیہ سے کہتے تھے کہ احمدیت قبول کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی غلامی میں آ جاؤ لیکن اُنہیں شرح صدر نہ تھی۔ ان کی اہلیہ ایک چھوٹا سا بزنس کرتی ہیں۔ سڑک کے کنارے کھانے اور پینے کی چیزیں فروخت کرتی ہیں۔ جب نئی حکومت نے ذمہ داری سنبھالی تو ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو اس قسم کے کام کرنے والوں کی اشیاء ٹرک میں ڈال کر لے جاتے تھے۔ اسی دوران وہ ٹیم وہاں پر بھی پہنچی جہاں یہ کام کرتی تھیں اور آس پاس جتنے بھی دوسرے لوگ تھے ان کا سامان اُٹھا کر ٹرک میں ڈالنا شروع کیا۔ ان کا بھی ایک بڑے سائز کا کُولر جس میں ٹھنڈا پانی اور سوفٹ ڈرنکس رکھتی تھیں وہاں موجود تھا وہ کہتی ہیں کہ مَیں دل ہی دل میں دعا کرنے لگی کہ اے اللہ! اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تو یہ میرا سامان نہ لے کر جائیں اور مَیں اُنہیں قبول بھی کر لوں گی۔ کہتی ہیں کہ اُنہوں نے میرا سامان اُٹھایا۔ اُسے دیکھا اور دوبارہ نیچے رکھ کر چلے گئے۔ میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی سے بھر گیا۔ چنانچہ گھر واپس آ کر اپنے خاوند سے کہا کہ یہ تین لاکھ فرانک چندہ لیں اور مَیں بیعت کر کے ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آتی ہوں۔

احمدیوں کا نمونہ دیکھ کر قبول احمدیت

پھر بعض لوگ احمدیوں کا نمونہ دیکھ کے بھی احمدی ہوتے ہیں۔ مَیں کہا کرتا ہوں کہ ہمیشہ احمدی اپنا نمونہ دکھائیں۔

۞ بورکینا فاسو میں ہمارے 'سدرہ دوگو' (Sidradougou) مشن ہاؤس کے پڑوس میں ایک فیملی رہتی تھی جو روزانہ جھگڑتی رہتی تھی۔ میاں بیوی کی لڑائی اتنی ہوتی تھی کہ ہاتھا پائی تک نوبت آ جاتی تھی۔ ہمارے معلم بتاتے ہیں کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میاں بیوی ہمارے مشن ہاؤس آنا شروع ہوئے۔ میاں میرے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرتا اور اسکی فیملی میرے اہلِ خانہ کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرتی۔ ابھی پندرہ دن گزرے تھے کہ دونوں میں تبدیلی پیدا ہونا شروع ہوئی اور یہ گھر پھر جنت کا نظارہ بن گیا۔ ایک روز دونوں میاں بیوی ہمارے گھر آئے اور کہا کہ ہم جماعت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ہماری بیعت لو۔ پھر اُس نے اپنی تمام کہانی بتائی کہ ہم دونوں میاں بیوی جانوروں کی طرح رہ رہے تھے۔ آپ لوگوں سے تعلق رکھ کر ہماری زندگی بدل گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا معجزہ ہے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور پھر تمام فیملی نے بیعت کر لی۔ اس طرح کے اور واقعات بھی ہیں۔

مخالف علماء کی بحث و مباحثہ میں ناکامی دیکھ کر بیعتیں ہوئیں۔

۞ امیر صاحب گیمبیا بیان کرتے ہیں کہ اَپر ریور ریجن میں ایک گاؤں کا واقعہ ہے کہ پچھلے سال اس گاؤں میں ایک سو بیس افراد نے احمدیت قبول کی۔ ایک مہینے کے بعد وہاں نو مبائعین کی تربیت کیلئے معلم بھیجا گیا۔ عرصہ گزرنے کے بعد وہاں لوگوں نے احمدیت کی مخالفت شروع کر دی اور ہمارے معلم کے خلاف بھی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ تاہم ہمارے احمدی بھائیوں نے استقامت کا مظاہرہ کیا اور باقی لوگوں سے کہا کہ ہمارا معلم گاؤں سے نہیں جائے گا۔ مخالفین پولیس کے پاس بھی گئے مگر ان کو کامیابی نہ ملی۔ ایک دن ایک غیر احمدی نے گاؤں کے باہر سے کسی بڑے عالم کو بلوایا۔ جب اس عالم کی ہمارے معلم کے ساتھ بات ہوئی تو ہمارے معلم نے بہت عمدہ طریقے پر اُس کے سوالات کے جوابات دیئے مگر وہ بڑا عالم کسی بھی سوال کا جواب دینے میں کامیاب نہ ہوا۔ جب مباحثہ ختم ہوا تو وہ شخص جس نے اس عالم کو بلوایا تھا اس سے کہنے لگا کہ تم نے جو جوابات دیئے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ اگر تم اُن کے سوالات کے جوابات نہیں دے سکتے تو پھر ہم احمدیت قبول کرتے ہیں اور اس شخص نے اپنے سارے خاندان سمیت اس مولوی کی حالت دیکھنے کے بعد بیعت کر لی۔

اللہ کے فضل سے نو مبائعین میں بھی غیر معمولی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ تبلیغ کا شوق بھی اُن میں پیدا ہو گیا ہے۔ اسی طرح دعوتِ الی اللہ میں روکیں ڈالنے والے بہت سارے لوگ ہوتے ہیں اُن کا ایک مختصر واقعہ بیان کر دیتا ہوں۔

۞ امیر صاحب فرانس بیان کرتے ہیں کہ کاسا بلانکا کے ایک نئے احمدی دوست نے بتایا کہ وہ ٹرین میں سفر کر رہے تھے، جس میں احمدیت کا ایک سخت مخالف بھی سفر کر رہا تھا۔ گفتگو کے دوران اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی سخت اہانت کرنا شروع کر دی۔ الفاظ اس قدر دُکھ دینے والے تھے کہ برداشت سے باہر تھے۔ چونکہ ہمیں صبر اور دعا کی تلقین کی جاتی ہے۔ اس لئے مَیں نے بڑے دردِ دل کے ساتھ دعا کرنی شروع کی کہ اے اللہ! یہ تیرے مسیح اور مہدی علیہ السلام کی سخت اہانت کر رہا ہے اب تو خود ہی کوئی نشان ظاہر فرما۔ اللہ تعالیٰ نے اُس احمدی کی اس درد بھری دعا کو سنتے ہوئے اپنے وعدہ اِنِّیْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کا نشان اس شوکت کے ساتھ ظاہر فرمایا کہ تھوڑی دیر بعد وہ ٹرین سے اُترا اور ایک کار کے نیچے کچلا گیا اور موقع پر ہلاک ہو گیا۔

اس طرح بعض اور واقعات ہیں۔

قبولیت دعا کے واقعات

۞ کوتونو ریجن کے مبلغ میاں قمر ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ ان کے علاقہ کے گاؤں اوگونگو کے صدر جماعت کی بیوی بیمار ہوئی۔ حالت اس قدر نازک ہوئی کہ سب کہنے لگے مر گئی ہے۔ اس وقت وہاں پر موجود ہمارے معلم الفا نورالدین صاحب نے جذبات میں آ کر یہ دعا شروع کی کہ اے مولیٰ! مَیں تو تیرے مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کرنے والا اور سچا خادم ہوں، اور آج اس سچے مہدی کا نشان دکھاتے ہوئے اسے موت سے حیات میں بدل دے۔ نامعلوم خدائے ذوالجلال کو اس معلم کے کون سے بول پسند آئے کہ کچھ ہی دیر بعد اُسے شفا ہونی شروع ہو گئی اور اب وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس طرح اور بھی دعا کی قبولیت کے واقعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی حفاظت فرماتا ہے۔

غیروں کے بھی جماعت کے بارے میں بڑے اچھے تاثرات ہیں۔

مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات

مالی قربانی میں جماعت کی جوں جوں ضروریات بڑھ رہی ہیں اللہ تعالیٰ کا عجیب سلوک بھی ہے اور وسعتیں بھی بڑھاتا چلا جا رہا ہے اور اس کے بھی بعض واقعات ہیں۔

۞ ریجنل مشنری حسین آلیو لکھتے ہیں کہ ان کے علاقے کے گاؤں کی ایک عورت سارا سارا دن محنت کرتی لیکن اچھی انکم (Income) نہ ہوتی کہ کوئی گزارا بہتر رنگ میں کر سکے۔ اُسے چندہ دینے کی تحریک کی گئی کہ اگر ہم غریبوں کا سوچیں گے تو خدا ہمارا سوچے گا۔ چنانچہ اُس عورت نے کچھ معمولی سا چندہ دیا۔ اب چند ماہ بعد دوبارہ وہاں سے گزر ہوا تو وہ عورت سپیشل ملنے آئی اور بتانے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے چندہ دینے کے بعد اس پر دو فضل فرمائے۔ ایک تو یہ کہ اُسکے کام میں بہت برکت پڑ گئی ہے اور دوسرا یہ کہ اُسکا بچہ پڑھائی میں بہت نکما تھا۔ اب بہت اچھا ہونے لگا ہے۔ اسکے دوست اور اساتذہ بھی اب اُسکی پڑھائی سے مطمئن ہیں۔ مزید اس عورت نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تبدیلی مارابو جو جادو ٹونے کرتے ہیں اُنکی وجہ سے ہوئی ہے، مگر مَیں یہ کہتی ہوں کہ نہیں بلکہ جب سے مَیں نے احمدیہ جماعت کو چندہ دیا ہے اُسکے بعد سے میرے حالات بدلنا شروع ہوئے ہیں۔ پھر اُس نے بیٹے کی طرف سے بھی چندہ دیا۔

۞ بینن سے آصف صاحب لکھتے ہیں کہ نو مبائعین کے چندوں اور مالی قربانی میں شامل ہونے کیلئے امسال خاص طور پر کوشش کی جا رہی ہے۔ مختلف مواقع پر بھی اور گھر گھر جا کر بھی۔ نو مبائعین کو اسلام اور احمدیت کے مالی نظام اور اُسکی برکات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ علاقہ جو بالکل نو مبائعین کا ہے، یہاں سے بفضلہ تعالیٰ اچھا چندہ آنے لگا ہے۔ اور امسال ابھی چھ ماہ ہی گزرے ہیں کہ چندہ سولہ لاکھ تیس ہزار فرانک سیفہ ہو چکا ہے۔ جبکہ گزشتہ سال چھ ماہ کے دوران آٹھ لاکھ تیس ہزار فرانک سیفا تھا۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔ چند ایک کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ بہت سے واقعات تو میں نے چھوڑ دیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولویوں کو مخاطب کرتے ہوئے، مخالفینِ احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اُس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اسکا ہمیشہ بول بالا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے، بجز اُن چند حدیثوں کے جو تہتّر فرقوں نے بوٹی بوٹی کر کے باہم تقسیم کر رکھی ہیں۔ رؤیتِ حق اور یقین کہاں ہے؟ اور ایک دوسرے کے مکذّب ہو۔ کیا یہ ضرور نہ تھا کہ خدا کا حَکَم یعنی فیصلہ کرنے والا تم میں نازل ہو کر تمہاری حدیثوں کے انبار میں سے کچھ لیتا اور کچھ ردّ کر دیتا۔ سو یہی اس وقت ہوا۔ وہ شخص حَکَم کس بات کا ہے جو تمہاری سب باتیں مانتا جائے اور کوئی بات ردّ نہ کرے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کیلئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اسکے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اُسکی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظرِ ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شاید غلطی ہو گئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔"

(اربعین نمبر 4 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 456)

اللہ تعالیٰ اِن مولویوں کو عقل عطا فرمائے اور اُس قوم کو عقل عطا فرمائے جو ان مولویوں کے پیچھے چل کر اپنی دنیا و عاقبت خراب کر رہی ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 17 اگست 2012)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

غیر چاہے اسلام کو قبول کریں یا نہ کریں لیکن اس بات کا ضرور اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا دعاؤں کو سننے والا خدا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جنوری 2018ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اگر صحیح تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ دنیاوی مسائل خود بخود حل کر دیتا ہے اور پھر دین کی خدمت کی توفیق ملتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مئی 2018ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

آپس کے تعلقات اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح عبادات

کیونکہ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی پیدا کرنے والی ہے، بنیان مرصوص بنانے والی ہے

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے خوبصورت پیغام کو اگر حقیقی طور پر اس ملک میں پھیلانا چاہتے ہیں تو آپس میں محبت اور بھائی چارے اور ہمدردی کی فضا پیدا کریں

خلیفۂ وقت یا نظام جماعت کسی سے صَرفِ نظر یا پردہ پوشی ایک حد تک کرتا ہے، اگر حدوں سے تجاوز کرنے کی کوشش کی جائے، یا یہ نظر آرہا ہو کہ جماعت کا وقار مجروح ہورہا ہے تو پھر یقیناً سزا بھی ملتی ہے، پس عہدیدار خاص طور پر اور ہر احمدی عمومی طور پر اپنے رویّے بدلے

اگر کسی بھائی سے معمولی غلطی ہوجاتی ہے تو اس کو معاف کرنے کی کوشش کریں، کسی کی غلطی پر مرکز کو بھی پوری طرح واضح نہ کرکے، لاعلم رکھ کر اتنی سزا نہ دلوائیں کہ وہ سزا اس جرم سے بھی زیادہ بڑھ جائے، ایک احمدی کیلئے چاہے وہ جیسا بھی ہو نظام جماعت سے علیحدگی اور خلیفۂ وقت کی ناراضگی موت سے کم نہیں ہوتی، پس عہدیداروں کو اپنے رویّے بدلنے چاہئیں، امیر جماعت کو اپنے رویّے بدلنے چاہئیں

جاپانی ماؤں سے مَیں کہتا ہوں کہ اب جب کہ آپ نے احمدیت کو قبول کرلیا ہے تو پاکستانی مردوں کے رویّے کی وجہ سے اپنے اللہ سے کئے گئے عہد کو نہ توڑیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاپانی قوم سے بہت اعلیٰ توقعات رکھی ہیں اور انشاء اللہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش نے پورا ہونا ہے اور جب پورا ہونا ہے تو پھر کیوں نہ آج آپ جو چند ایک جاپانی احمدی ہیں اس کام کو سنبھال لیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے سلطان نصیر بن کر کھڑے ہوجائیں

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق جوڑنا ہے، اگر خلافت سے تعلق جوڑنا ہے تو بجائے تکبر دکھانے کے، بجائے اپنے عہدہ کا اظہار کرنے کے عاجزانہ راہیں دکھائیں

جماعت احمدیہ جاپان کے 26 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 13 مئی 2006ء کو ناگویا میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ-
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ- اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جاپان کا جلسہ سالانہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق دی۔ کل خطبہ جمعہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے یہاں سے تمام دنیا میں نشر ہوا۔

جیسا کہ مَیں نے کل بھی خطبہ جمعہ میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کے مزید بڑھانے کیلئے ہمیں اسکے آگے جھکنا چاہیے، اسکی عبادت کرنی چاہئے اسکا شکرگزار بندہ بننا چاہئے اور اپنی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات میں اسکے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا بھی ہے۔ اپنے اخلاق کو درست کرنا بھی ہے۔ نظام جماعت کی اطاعت بھی ہے۔ نظام جماعت کی مضبوطی کیلئے کوشش کرنا بھی ہے۔ اس وقت میں مختصراً چند باتوں کی طرف توجہ دلاؤں گا۔

پہلی اور بڑی اہم بات یاد رکھیں کہ بندے کے بندے پر جو حقوق ہیں ان کی بڑی اہمیت ہے اور یہ جذبہ اس وقت حقیقت کا روپ دھارتا ہے جب ہر انسان کے دل میں دوسرے انسان کیلئے محبت، پیار اور ہمدردی کا جذبہ ہو۔ وہ اس حقیقت کو جانتا ہو کہ محبت سب کیلئے اور نفرت کسی سے نہیں۔

آج جماعت احمدیہ ہر جگہ بڑے دعوے سے کہتی ہے کہ ہمارا یہ نعرہ ہے کہ محبت سب کیلئے اور نفرت کسی سے نہیں۔ لیکن اگر غیر جو احمدی نہیں ہیں ہمارے اندر کے حالات جاننے والے ہوں، غور کریں کہ یہ سب سے محبت کے دعویدار اور نفرتوں سے کراہت والے جو لوگ ہیں ان کے اپنے عمل کیا ہیں؟ کہیں یہ دنیا دکھاوے کیلئے، دنیا کو اپنی طرف کھینچنے کیلئے تو یہ نعرہ نہیں لگا رہے۔ کہیں یہ سیاسی شعبدہ بازوں کی طرح صرف کھوکھلے نعروں کا سہارا تو نہیں لے رہے تا کہ وقت کی ہوا کا رخ اپنی طرف پھیر کر اپنے ذاتی مقاصد حاصل کرلیں۔ اگر یہ بات دنیا کو نظر آگئی تو ہر وہ احمدی چاہے وہ عہدیدار ہے یا ایک عام احمدی ہے۔ مرد ہے یا عورت ہے، احمدیت کے نام کو بٹہ لگانے والا ہے۔ جماعت کو بدنام کرنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان کو اونچا کرنے کی بجائے آپ کو گمنام کرنے والا ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا تھا کہ میری طرف منسوب ہوکر پھر مجھے بدنام نہ کرو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 411، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسوں کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا تھا کہ تا اس کے ذریعہ سے آپس میں محبت، مودت، پیار، بھائی چارہ بڑھے، ایک دوسرے سے تعارف حاصل ہو۔
(ماخوذ از آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352)

اگر تو یہ تعارف نفرتوں میں بڑھنے کیلئے حاصل کرنا ہے تو نہ ہی اس تعارف کی کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی ایسے جلسوں کے انعقاد کی کوئی ضرورت ہے۔ پس آپس کے یہ تعلقات اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح عبادات۔ کیونکہ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی پیدا کرنے والی ہے، بنیان مرصوص بنانے والی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟ اور کیسا پاک اور ایک دوسرے کا ہمدرد بنانا چاہتے ہیں؟ اس کی وضاحت آپ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ کس طرح ہمیں اپنے آپ کو بدلنے کیلئے کوشش کرنی چاہیے۔ فرمایا:

’’اور مَیں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے، خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو۔ اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہوجاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے؟ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو۔ نہیں، بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کیلئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہوجائیں۔ خدا کیلئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ مَیں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔‘‘ (کمینہ پن اور کینوں اور حسد کو چھوڑ دو) ’’اور ہمدردِ نوع انسان ہوجاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اسکے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کیلئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو، ترقی کرو۔ اُس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کردیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہوجاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہوجاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے‘‘۔ یعنی اسکا انحصار اسی پر ہے۔ ’’یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا (الشّمس:10) یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔‘‘
(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 15-14)

تو یہ آپؑ کی خواہش اور آپؑ کی تعلیم اور وہ معیار ہے جو آپؑ اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ پہلی نصیحت یہی ہے کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ یہ صرف زبانی جمع خرچ سے نہیں ہوگا بلکہ محنت کرو اپنے دلوں کو پاک کرو تبھی فلاح پاؤ گے۔

ہمدردی کا معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنے کیلئے اپنوں کے ساتھ تو ہمدردی کرنی ہی ہے۔ پہلی نصیحت ہی یہی ہے۔ اسکے بارہ میں تو بڑے واضح احکامات موجود ہیں۔ اپنوں کے جذبات کا تو خیال رکھنا ہی ہے کیونکہ یہ جماعت کی مضبوطی کیلئے ضروری ہے۔ تم احمدی صرف اپنے تک ہی محدود نہ رہو۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کُل بنی نوع انسان کی، کل انسانیت کی ہمدردی کرو اور ہر شر سے پرہیز کرو۔ تمہارے سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی دشمن کی دشمنی بھی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم غلط طریق سے اس کو نقصان پہنچانے والے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے نہیں ہو گے۔ تم انصاف پر قائم نہیں ہو گے۔ اور جو انصاف پر قائم نہ ہو وہ دوسرے کو کیا دعوت دے سکتا ہے کہ آؤ میرے دین کے حسن کو دیکھو۔ تم کس طرح بتا سکتے ہو کہ میں اس نبی کو ماننے والا ہوں جو ہر

طرف محبتیں بکھیرنے والا تھا۔ تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ میں اُس تعلیم کو ماننے والا ہوں جو دشمن سے بھی عدل وانصاف کا حکم دیتی ہے اور یہ اعلان کرتی ہے کہ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ (سورۃ المائدۃ آیت 9) یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تمہاری باتیں سن کر غیر یقیناً یہ کہیں گے کہ ٹھیک ہے تمہاری تعلیم تو بہت اچھی ہے۔ مگر یہ بتاؤ تمہیں اس تعلیم نے کیا فائدہ دیا جو ہمیں اس طرف بلا رہے ہو۔ تم احمدی خود تو ایک دوسرے کیلئے دلوں میں بغض و کینے لئے بیٹھے ہو۔ تم خود تو ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے میں لگے ہوئے ہو۔ تم خود تو دنیاوی نام و نمود کیلئے اور اپنی بڑائی کے اظہار کیلئے اپنے دوستوں سے بھی، احمدیوں سے بھی، اپنے ماتحتوں سے بھی عدل وانصاف سے کام نہیں لے رہے۔ پہلے اپنے آپکو سنبھالو، پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے اپنے آپ کو بے داغ کپڑے کی طرح صاف کرو۔ پھر ہمیں کہنا کہ اسلام کی تعلیم بڑی اچھی ہے۔ پہلے خود اپنے اندر اپنی تعلیم کے مطابق ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت اور ہمدردی کا نمونہ پیش کرے اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:30) کی مثال قائم کرے۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے بہت پیار اور محبت سے پیش آنے والے بنو۔ کیونکہ تم آج جس خوبصورت تعلیم کا حوالہ دے رہے ہو اور یہ کہہ رہے ہو کہ ہمیں اس کو اپنانا چاہئے، ہمیں اس کی تبلیغ کر رہے ہو اگر اس کو دیکھتے ہوئے کوئی آپ کو کہے کہ میں اگر تمہارے میں شامل ہو گیا تو کل تم مجھ سے بھی وہی سلوک کرو گے۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم سے دور رہ کر مَیں تمہارے سے بہتر تعلقات رکھوں، نہ کہ قریب آ کر خود بھی ان بغضوں اور کینوں کے بیج اپنے دل میں بوؤں۔

پس اپنے پیغام کو، احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے خوبصورت پیغام کو اگر حقیقی طور پر اس ملک میں پھیلانا چاہتے ہیں تو آپس میں محبت اور بھائی چارے اور ہمدردی کی فضا پیدا کریں۔ اگر نہیں تو اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دیکھ کر اگر کوئی احمدیت میں شامل ہو بھی جاتا ہے تو کل اپنے ساتھ مختلف سلوک دیکھ کر دین سے متنفر بھی ہو سکتا ہے اور اگر کوئی شخص مرد یا عورت آپ عہدیداروں، چاہے وہ امیر ہو یا کوئی بھی اَور ہو، یا ایک عام احمدی بھی ہو آپ لوگوں کے عمل اور رویے دیکھ کر اور اپنے ذاتی مفادات کی ترجیحات کو دیکھتے ہوئے دین سے متنفر ہوتا ہے تو اسکا گناہ ان دوڑانے والوں کے سر پر ہے۔

پس مَیں عہدیداروں کو چاہے وہ امیر ہوں یا کوئی دوسرے عہدیدار ہوں پہلے کہتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خدمت کا جو یہ موقع دیا ہے اس میں چاہے صدر جماعت ہے یا ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہیں، امیر جماعت ہے آپ لوگوں کو ان لغو حرکات کو چھوڑنا ہوگا۔ اور اگر نہیں چھوڑیں گے تو جماعتی طور پر جو ایکشن ہوگا وہ تو ہوگا ہی، اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی یہ سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ آپ لوگ، عہدیداران کس طرح کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تمہاری ان تمام حرکات سے آگاہ ہوں۔ پس اگر اللہ کا خوف ہے تو اپنے دلوں کو بدلیں۔ اپنے عملوں کو ٹھیک کریں۔ اللہ نے جو خدمت کا موقع دیا ہے اس کو فضل الٰہی جانیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے اوپر احسان سمجھیں، نہ کہ گروپ بندیاں کر کے سیاست کی دکان چمکانے کی کوشش کی جائے۔ خلیفۂ وقت یا نظام جماعت کسی سے صَرفِ نظر یا پردہ پوشی ایک حد تک کرتا ہے۔ اگر حدوں سے تجاوز کرنے کی کوشش کی جائے، یا یہ نظر آ رہا ہو کہ جماعت کا وقار مجروح ہو رہا ہے تو پھر یقیناً سزا بھی ملتی ہے۔ پس عہدیدار خاص طور پر اور ہر احمدی عمومی طور پر اپنے رویّے بدلے۔ اپنے اندر اپنے بھائیوں کیلئے ہمدردی کے جذبات پیدا کریں۔

اگر کسی بھائی سے معمولی غلطی ہو جاتی ہے تو اس کو معاف کرنے کی کوشش کریں۔ کسی کی غلطی پر مرکز کو بھی پوری طرح واضح نہ کر کے، لاعلم رکھ کر اتنی سزا نہ دلوائیں کہ وہ سزا اس جرم سے بھی زیادہ بڑھ جائے اور بے چارے کو مار کر ہی دم لیں۔ ایک احمدی کیلئے چاہے وہ جیسا بھی ہو نظام جماعت سے علیحدگی اور خلیفۂ وقت کی ناراضگی موت سے کم نہیں ہوتی۔ پس عہدیداروں کو اپنے رویّے بدلنے چاہئیں۔ امیر جماعت کو اپنے رویّے بدلنے چاہئیں۔ اس بارہ میں پہلے بھی مَیں خطبات میں کہہ چکا ہوں۔ یا تو یہ عہدیدار خطبات سنتے نہیں ہیں یا وہ باتیں اپنے لیے نہیں سمجھتے یا مغلوب الغضب ہو کر ان باتوں کو بھول جاتے ہیں اور اپنی اَناؤں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اگر کسی کے خلاف سچی شکایت ہو تو مَیں اس کے بارہ میں بات کر رہا ہوں کہ اس کو اتنی ہی سزا ہونی چاہئے۔ اگر جھوٹی شکایت ہو اور صرف اپنی اَنانیت کی خاطر کسی کو سزا دلوائی جاتی ہے تو یہ اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی چرب زبانی کی وجہ سے اپنے حق میں میرے سے فیصلہ کروا لیتا ہے اور دوسرے کا حق مارتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں آگ کا گولہ ڈالتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الشہادات باب من اقام البینۃ بعد الیمین حدیث 2680)

اگر آپ لوگ بھی خلیفۂ وقت سے کسی کے خلاف ایسے فیصلے کروا لیتے ہیں تو آگ کا ٹکڑا اپنے پیٹ میں ڈال رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمیشہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے فیصلے کروانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر ہمدردی کے جذبات سے پُر ہو کر سزا بھی دلوانی ہو تو اصلاح کی خاطر سزا دلوانی چاہیے نہ کہ اپنے کینوں اور بغضوں کی تسکین کیلئے۔

پس یہ ہمدردی اور رحم کے جو جذبات ہیں عہدیدار بھی اپنے اندر پیدا کریں اور عام احمدی بھی اپنے اندر پیدا کریں۔ ہر احمدی کے آپس کے تعلقات بھی ایسے ہوں جو ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے والے ہوں۔ کسی کو نیچا دکھانے کیلئے نہیں۔ کسی کو ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ نہ بنائیں۔ یہ باتیں ہمدردی سے دور لے جانے والی ہیں۔ اس سے معاشرے میں فساد اور فتنہ پیدا ہوتا ہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں اس وقت بڑھتی ہیں، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش اس وقت ہوتی ہے جب بدظنیاں دلوں میں پیدا ہوتی ہیں اور پھر یہ بدظنیاں بڑھتے بڑھتے اس حد تک چلی جاتی ہیں جو تعلقات میں دراڑیں ڈالتی ہیں۔ فاصلے بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ بدظنیاں پھر ایسی کہانیوں کی اختراع کرتی ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے ان بدظنیوں کو اللہ تعالیٰ نے گناہ قرار دیا ہے۔ پھر ان بدظنیوں کی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا تھا ایسی ایسی کہانیاں بنائی جاتی ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا اور کسی کے متعلق یہ کہانیاں بنا کر پھر معاشرہ میں اڑائی جاتی ہیں۔ الزام تراشیاں کی جاتی ہیں۔ مجلسوں میں بیٹھ کر دوسرے کے بارہ میں باتیں کی جاتی ہیں۔ کوئی برائی کسی میں ہے یا نہیں ہے اس کو اچھالا جاتا ہے، اپنے زبان کے مزے لینے کیلئے ڈِسکس (Discuss) کیا جاتا ہے اور یہی چیز غیبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح باتیں کرنے کو مردہ بھائیوں کا گوشت کھانے والے کے برابر قرار دیا ہے۔

کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر کسی کی برائی جو اس طرح مجلس میں بیان کی گئی ہے اُس میں موجود ہو تو کیا پھر بھی اسکا بیان گناہ ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی تو غیبت ہے۔ اور اگر یہ برائی اس میں ہے ہی نہیں تو یہ اس پر اتّہام ہے۔ اس پر جھوٹا الزام ہے۔ جھوٹی باتیں پھیلانے والی بات ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب تحریم الغیبۃ حدیث 6593)

تو جو لوگ اس طرح بیٹھ کر ایک دوسرے کی غیبت اور چغلی کرتے ہیں ان کو اس سے باز آ جانا چاہیے۔

پھر حسد ایک ایسی بیماری ہے جو سارے معاشرہ میں فساد پیدا کرتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں حاسد کے شر سے بچنے کی دعا سکھائی ہے۔ (سورۃ الفلق) حاسد صرف اپنے ہی دل میں حسد نہیں رکھتا بلکہ دوسرے کی کاٹ کی کوشش میں بھی رہتا ہے۔ کیونکہ اپنے دل میں بھی چور ہوتا ہے، خود حسد کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے بسا اوقات حسد کرنے والے کے دل میں یہ بات گڑ جاتی ہے کہ دوسرا بھی میرے بارہ میں اسی طرح برا سوچ رہا ہوگا۔ پھر حاسد خود اپنے حسد کی وجہ سے اپنے حسد کی آگ میں جل رہا ہوتا ہے اور اپنا نقصان بھی کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے جہاں اپنے آپکو حاسد کے حسد سے بچانے کی کوشش کریں اور دعا کریں، وہاں خود بھی اپنے آپکو دوسرے کے خلاف حسد سے بچائیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کر دیتی ہے، جلا دیتی ہے جس طرح آگ ایندھن اور گھاس کو جلا دیتی ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحسد حدیث 4903)

پھر آپؐ نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ بے رخی اور بے تعلقی اختیار نہ کرو۔ باہمی تعلقات نہ توڑو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کے رہو۔ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اس سے قطع تعلق کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما ینھٰی عن التحاسد والتدابر حدیث 6065)

پس اس میں تمام برائیوں کا ذکر آ گیا ہے جو ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔ یاد رکھیں کہ ہر برائی جو ایک انسان کرتا ہے وہ دوسری برائی کو جنم دیتی ہے۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ فلاں برائی کر دی تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آہستہ آہستہ انسان ان دوسری برائیوں میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور پھر نہ صرف یہ اپنی تباہی کے سامان کر رہا ہوتا ہے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی برباد کر رہا ہوتا ہے۔ ان کے دلوں سے بھی برائیوں سے نفرت کو ختم کر رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ یہ برائیاں بھائی بھائی سے تعلقات ختم کرتی ہیں۔ معاشرے سے ایک دوسرے سے ہمدردی اور محبت کے احساسات کو مٹا دیتی ہیں اور سوائے دنگا اور فساد کے کچھ نہیں رہتا۔ پھر یہ معاشرے کے جو گند ہیں یہ انسانی گھریلو زندگی پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا پھر ان برائیوں کا اثر اپنی اولاد پر بھی ہو جاتا ہے۔ بیوی پر بھی ہوتا ہے۔ میاں بیوی میں بھی اس وجہ سے دوری پیدا ہوتی ہے اور تعلقات خراب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ رشتوں میں دراڑیں پڑتی رہتی ہیں۔ فاصلے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر علیحدگیاں ہوتی ہیں۔ یہاں کئی رشتے ٹوٹے ہیں۔ جاپانی عورتوں سے رشتے کئے گئے پھر خود بعض برائیوں میں پڑ گئے اور جن عورتوں نے ان برائیوں میں ساتھ نہیں دیا بلکہ ان برائیوں سے اپنے خاوندوں کو بچانے کی کوشش کی تو بجائے ان عورتوں کے احسان مند ہونے کے، برائیوں کو نہیں چھوڑا اور جو میاں بیوی کا ایک مقدس رشتہ تھا وہ توڑ دیا۔ اللہ کرے کہ ایسے ٹوٹے ہوئے رشتوں کی جو اولادیں ہیں وہ برا اثر نہ لیں اور یہ جو جاپانی مائیں ہیں لیکن احمدیت پر قائم ہیں وہ اپنے بچوں کی احسن رنگ میں تربیت کر سکیں۔

ان جاپانی ماؤں سے مَیں کہتا ہوں کہ اب جب کہ آپ نے احمدیت کو قبول کر لیا ہے۔ پاکستانی مردوں کے رویّے کی وجہ سے اپنے اللہ سے کئے گئے عہد کو نہ توڑیں۔ اور دل میں ہمیشہ یہ بات قائم رکھیں اور اسکو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں کہ میاں بیوی کا تعلق ٹوٹنے کی وجہ سے آپ کے احمدیت کے ساتھ تعلق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

پھر بعض مرد اگر احمدیت کی تعلیم پر پوری طرح عمل نہیں کر رہے ہوتے گو کہ گھریلو زندگی ان کی ٹھیک ہے، تو خود ان کی بیویاں جو جاپانی عورتیں ہیں، ان سے مَیں کہتا ہوں کہ خود اپنے آپ کو یا پاکستانی عورتیں بھی اپنے آپ کو ان کے رنگ میں رنگین کرنے کی بجائے خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور خاوندوں کیلئے نمونہ بن جائیں۔

پھر بعض عورتوں کو یہ بھی شکوہ ہے کہ جب وہ مشن ہاؤس میں اجلاسات میں آتی ہیں تو اکثریت پاکستانی احمدی ہونے کی وجہ سے آپس میں اُردو میں باتیں کرتے ہیں اور سارے پروگرام اسی طرح ہوتے ہیں اور جاپانیوں کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ ایک تو مَیں پاکستانی عورتوں سے کہتا ہوں کہ اپنے رویّے بدلیں۔ خاص طور پر جو لڑکیاں ہیں اور جنہوں نے یہاں کی زبان سیکھی ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ جاپانی عورتوں سے اپنے تعلقات بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔ اسی طرح مرد، مردوں کے ساتھ ان سے ان کی زبان میں بات کریں۔ اور جو لجنہ کا انتظام ہے، ہر اجلاس میں کچھ پروگرام جاپانی زبان میں بھی رکھیں تا کہ جاپانی

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

عورتوں کی بھی اس میں شمولیت ہو۔ آپ لوگ ان کے ملک میں آئے ہیں خواہ وہ مرد ہیں یا عورتیں، آپ کا کام ہے کہ انکی زبان سیکھیں اور ان کو اپنے اندر جذب کریں۔ سچی ہمدردی یہ ہے کہ ان کو دین کی باتیں سکھائیں اور ان کو احمدیت کے قریب لائیں تا کہ آئندہ وہ جماعت کیلئے مفید وجود بن سکیں اور احمدیت کو پھیلانے کا باعث بن سکیں۔ اگر آپ اس طرح نہیں کریں گی تو گنہگار بن رہی ہیں۔ اور جو مرد اس طرح نہیں کرتے وہ بھی گنہگار بن رہے ہیں۔

لیکن مَیں جاپانیوں سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ پاکستانیوں کے رویّوں سے مایوس نہ ہوں۔ خود کوشش کرکے دین سیکھیں۔ اب یہاں مبلغین بھی ہیں، بعض اچھی جاپانی جاننے والی لڑکیاں اور عورتیں بھی ہیں۔ ان سے رابطے بڑھا کر دین سیکھیں اور کوشش کریں کہ جلد آپ ان پاکستانیوں کیلئے نمونہ بن جائیں۔ دین کسی کی جاگیر یا وراثت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگ دین سیکھ لیں گی یا جو مرد ہیں وہ دین سیکھ لیں گے اور اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق جوڑ لیں گے تو یہاں جماعتی نظام چلانے میں آپ لوگ مددگار بن جائیں گے۔ آپ لوگوں کے بچے کل بڑے ہو کر جماعت کی صف اول میں شمار ہوں گے۔ پس اپنی تربیت کریں اور اپنے بچوں کی بھی تربیت کریں۔ کسی بھی قسم کی مایوسی یا شکوہ کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاپانی قوم سے بہت اعلیٰ توقعات رکھی ہیں اور انشاء اللہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش نے پورا ہونا ہے۔ اور جب پورا ہونا ہے تو پھر کیوں نہ آج جو آپ چند ایک جاپانی احمدی ہیں اس کام کو سنبھال لیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے سلطان نصیر بن کر کھڑے ہو جائیں، مددگار بن جائیں۔ پس آپ جو چند جاپانی مرد اور عورتیں ہیں آگے آئیں اور اپنی ذمہ داری کو نبھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خدمت کا موقع دیا ہے۔ اس کو فضل الٰہی سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اللہ ساروں کو توفیق دے۔

اس کے ساتھ ہی مَیں پاکستانی احمدی مردوں اور عورتوں سے بھی کہتا ہوں اور عمومی طور پر تمام جماعت سے کہ آپ کے بڑوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ یہ انعام یقیناً ان کی نیکیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا۔ انہوں نے اس انعام کی قدر کی اور ہر حالت میں اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وفا کا تعلق رکھتے ہوئے جیسے بھی ان پر حالات آئے وہ ان حالات کو صبر سے برداشت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت پر قائم رہے۔ بعض خاندانوں پر ابتلا بھی آئے، ان کو مالی نقصانات بھی برداشت کرنے پڑے لیکن انہوں نے خوشی سے احمدیت کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے عہد بیعت کو نبھایا۔ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کئے رکھا اور پھر ان کی نیکیوں اور وفا اور اخلاص کے تعلق کو اللہ تعالیٰ نے نوازا اور آج آپ جو اُنکی اولادیں ہیں آپ پر دنیاوی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے بہت فضل فرمایا ہے۔ پس اس فضل کو اپنی کسی لیاقت یا قابلیت کا نتیجہ نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ان بزرگوں کی ان دعاؤں کا، صبر اور حوصلہ کا نتیجہ ہے۔ پس اس فضل کی قدر کریں۔ اور آپ کے باپ دادا نے جس طرح احمدیت کے تعلق کو مقدم رکھا تھا آپ بھی اس تعلق کو مقدم کریں اور ان آسائشوں کو، ان آسانیوں کو، خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کو جماعت سے تعلق اور جماعت کے وقار کو مضبوط کرنے کیلئے استعمال کریں۔ اپنے آپ کو احمدی صرف اس لیے نہ سمجھیں کہ ہمارے باپ دادا احمدی تھے بلکہ خود بھی دین کو سمجھیں اور عہد بیعت پر غور کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے جو عہد رکھا ہے، شرائط رکھی ہیں ان پر غور کریں۔ تمام برائیوں کو بیزار ہو کر ترک کریں اور تمام نیکیوں کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نیکیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور ہمیں فرمایا ہے کہ تمہارے لیے تمہارا رسول اُسوۂ حسنہ ہے۔ اس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ فرمایا کہ وہ تمام اعلیٰ اخلاق اپناؤ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے اور جن کا نمونہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ اور یہ اعلیٰ اخلاق اپناتے ہوئے جب آپ دوسروں کو، غیر مسلموں کو بھی دوسروں سے ہمدردی کے جذبہ سے یہ اعلیٰ اخلاق دکھائیں گے تو لوگ آپ کی طرف بڑھیں گے۔ آپ کے نمونوں کی وجہ سے تبلیغ میں آسانی پیدا ہوگی۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ لوگ آپ کی بات آپ کے منہ پر الٹا کر ماریں گے کہ پہلے اپنے آپ کو ان اعلیٰ اخلاق سے متصف کرو اور پہلے اپنے آپ میں یہ اعلیٰ اخلاق پیدا کرو۔

اس قوم میں تو بعض اعلیٰ اخلاق پہلے سے موجود ہیں۔ اِن کو جو اِن کے پاس ہے اس سے بہتر دیں گے جو کہ آپ کی زندگیوں میں بھی نظر آ رہا ہو، جو آپ کے عملی نمونوں میں بھی نظر آ رہا ہو تبھی وہ آپ کی بات قبول کریں گے۔ پس اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں، نیکیوں کو اختیار کریں اور برائیوں کو بیزار ہو کر ترک کریں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا، اپنے عزیزوں سے، اپنے دوستوں سے، اپنے ماتحتوں سے، اپنے ہمسایوں سے، اپنے بیوی بچوں سے ایسا حسن سلوک کریں، انکی ہمدردی کا ایسا جوش آپ کی طبیعت میں ہو کہ ان کے دلوں میں آپ کی محبت ہر لحہ بڑھتی چلی جائے۔ آپ کی امانتوں کے معیار ایسے بلند ہوں کہ دنیا اس کی مثال دے۔ جماعت کے اندر بھی اور باہر بھی ہر سطح پر آپ کی امانت کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے ماتحت ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ بے غرض ہو کر اپنی امانتوں کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ آپ کے سپرد جو دین کا کام کیا گیا ہے اس کو ایک امانت سمجھ کر ادا کرنے والے ہوں۔ اگر خلیفۂ وقت نے آپ لوگوں کے سپرد بعض ذمہ داریاں اور خدمات کی ہیں تو ان کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اپنے آپکو عہدیدار سمجھنے کی بجائے قوم کا خادم سمجھیں۔ خدمت کے موقعے آپ میں عاجزی اور انکساری پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں آپ کی گردن ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے مزید جھکنے والی ہو جائے۔ ایک دوسرے کی خاطر قربانیوں کے نمونے قائم کرنے والے بنیں۔ ایسی قربانیاں جو صحابہ نے ایک دوسرے کی خاطر دیں۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ نے بھی بیان فرمایا کہ وہ اپنے نفسوں پر اپنے ساتھیوں کو ترجیح دیتے تھے۔ پس یہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح اور ان سے ہمدردی اور ان کی خاطر درد ہے جو محبت پیدا کرے گا۔ اور آپ کے اندر ایسا نور پیدا کرے گا جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تمام نوروں پر غالب رہے گا۔ پس اس نور کو حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے اندر عاجزی پیدا کریں۔ تکبر کو اپنے سے دور کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔

(تذکرہ صفحہ 595 ایڈیشن چہارم شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق جوڑنا ہے، اگر خلافت سے تعلق جوڑنا ہے تو بجائے تکبر دکھانے کے، بجائے اپنے عہدہ کا اظہار کرنے کے عاجزانہ راہیں دکھائیں۔ یہی قرآنی تعلیم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے اور یہی وہ اخلاقی تعلیم ہے جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بتا رہے ہیں۔ پس اگر اپنی بقا چاہتے ہیں، اگر احمدیت سے اپنا تعلق جڑا رکھنا چاہتے ہیں تو اس تعلیم پر عمل کرنا ہوگا ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جو عمل نہیں کرتا وہ کاٹا جائے گا اور جو کاٹا جائے گا وہ جماعت کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ایک کی جگہ سو پیدا کر دے گا جو تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 619-620 اشتہار ’’ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کیلئے‘‘ اشتہار نمبر 262 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب آپ میرے پاس آئے، میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا تو گویا مِنۡ وَجۡہٖ آپ نے صحابہ کرام کے ہم دوش ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ یعنی صحابہ کرام کی طرح بننے کا دعویٰ کیا۔ تو کیا صحابہ نے کبھی صدق و وفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا؟ ان میں کوئی کسل تھا؟ کوئی سستی تھی؟ کوئی کمزوری تھی؟ کیا وہ دل آزار تھے؟ کیا وہ لوگوں کی دلشکنی کیا کرتے تھے؟ جذبات کو ٹھیس پہنچایا کرتے تھے؟ کیا انکو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے؟ عاجزی نہیں دکھاتے تھے؟ بلکہ ان میں پرلے درجے کا انکسار تھا۔ سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچے کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ:6) کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ پانچ وقت نمازیں پڑھتے ہیں، سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں اس میں یہ دعا پڑھیں، دہرائیں، اسکے مطلب پر غور کریں۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی تھی۔ تو بجائے اس کے کہ آپ تدریجاً تربیت پائیں اگر آپ بگڑتے چلے جائیں گے تو اَور لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ پس اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ درد دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ آپ کی صحیح راہنمائی کرے۔ آپ کے دلوں کے بغضوں اور کینوں اور تکبر اور غرور کو ختم کرے۔ عاجزانہ راہیں اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت، اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو، کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو؟ اسکا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ‘‘ (تمہارے اندر تکبر نام کا نہ رہے) ’’کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے۔‘‘ (جو نیکی یا برائی ہے اس کا بیج دل میں ہی پیدا ہوتا ہے) ’’اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔‘‘ (اگر دل شر سے خالی ہے تو زبان پر بھی نیکی کے الفاظ ہی آئیں گے۔ دوسرے کے جذبات کا، احساسات کا ہی خیال آئے گا) اور فرمایا کہ ’’اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔‘‘ (یعنی جو بھی برائی انسان کرتا ہے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے اور پھر آنکھ سے برائی ظاہر ہوتی ہے، زبان سے برائی ظاہر ہوتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتی ہے) ’’سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو۔ اور‘‘ (یہ جو پاکستانی ہیں ان کو پتہ ہے کہ) ’’جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو۔‘‘ (جو بھی دل میں برائیاں ہیں ان کو اپنے سامنے رکھو بجائے اسکے کہ ہر ایک دوسرے کی برائی تلاش کرے۔ ہر عہدیدار، ہر دوسرے احمدی کی برائی تلاش کرے۔ ہر احمدی اپنے عہدیداروں کی برائیاں تلاش کرے۔ ہر مرد، عورتوں کی برائیوں کی تلاش میں پڑا رہے۔ ہر عورت، مردوں کی برائیاں تلاش کرے۔ ہر ایک اپنی اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔ تبھی اصلاح ہوگی۔ اور حسن ظنّی سے کام لیں بجائے بدظنیوں سے کام لینے کے) پھر فرمایا کہ ’’اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردّی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو‘‘ (یہ اپنی اصلاح کا اپنے جائزے لیتے رہنے کا طریقہ ہے) ’’ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔‘‘

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 548-547)

اس سے پہلے کہ تمہارا سارا دل ناپاک ہو جاوے اپنی برائیوں کو کاٹ کاٹ کر باہر پھینکو۔ اگر اس طرح نہیں کرو گے تو پھر تم بھی کاٹے جاؤ گے۔ پھر تمہارا تعلق نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رہے گا، نہ جماعت سے رہے گا۔

پس اللہ کرے کہ سب اپنے اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو راسخ کرنے والے ہوں۔ اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور کاٹے جانے والوں میں شمار نہ ہوں۔ بلکہ ان لوگوں میں شمار ہوں جن کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعائیں کی ہیں۔

اللہ کرے کہ یہ جلسہ آپ سب کی حالتوں میں، عاملہ میں بھی، عہدیداروں میں بھی، عام احمدیوں میں بھی ایک انقلاب لانے والا بن جائے اور آپ لوگ ان جماعتوں میں شمار ہو جائیں جو اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہوتی ہیں اور ہر احمدی ایک نمونہ بن جائے اور اخلاص و وفا میں ترقی کرنے والا ہو۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21 دسمبر 2012)

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271 | Pro. SK.Sultan | 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے ایک پہلو کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا کے متعلق پُرمعارف خطبہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19 فروری 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے کس موضوع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج میں پیشگوئی مصلح موعود کے ایک پہلو کہ وہ ’’علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا‘‘ کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریرات اور تقاریر کے حوالے سے کچھ بیان کروں گا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ کے مضامین ، تقاریر اور تحریرات کن موضوعات پر مشتمل ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ مضامین، تقاریر، تحریرات اللہ تعالیٰ کی توحید، ملائکہ کی حقیقت، نبیوں کے مقام و مرتبہ، حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ اور دوسرے روحانی امور اور اسی طرح مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی رہنمائی ، اسلام کا اقتصادی اور مالی نظام ، اسلام کی تاریخ۔ اس عصر کے بعض مسائل ، پر مشتمل ہیں۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ کی کس تقریر کی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے بھی تعریف بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: توحید کے موضوع پر سترہ سال کی عمر میں آپؓ نے جلسہ میں ایک ایسی تقریر کی جس کی حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے بھی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ بالکل نئے نکات نکالے ہیں۔

سوال 1907 میں اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے کون سا مضمون لکھا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مارچ 1907ء میں صرف 18 سال کی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک عظیم الشان مضمون بعنوان ’’محبت الٰہی‘‘ تحریر فرمایا۔

سوال حضور انور نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس مضمون کا کیا خلاصہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے پیدا کرنے کا مقصد یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو اور اس دائمی زندگی بخشنے والے سمندر میں ہمیشہ غوطہ زن رہے۔ دائمی زندگی کون سی ہے؟ اگلے جہان کی۔ محبت ہی کے نتیجہ میں انسان گناہوں سے بچتا ہے اور درجات میں ترقی کرتا ہے اور محبت ہی خداشناسی کا موجب بنتی ہے۔ بدوں محبت انسان کو خدا تعالیٰ کی حقیقت اور حقیقی معرفت نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے 28 دسمبر 1908 کے جلسہ میں کس موضوع پر خطاب فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ نے ’’ہم کس طرح کامیاب ہوسکتے ہیں۔‘‘ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطاب ’’ہم کس طرح کامیاب ہوسکتے ہیں‘‘ میں کیا اہم سوال اٹھایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضورؓ فرماتے ہیں کہ ہر ایک شخص کو یہ سوچنا چاہیے کہ خدا نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے اور جبکہ مرنا ہے، تو دیکھنا یہ ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ جب اس چندروزہ زندگی کیلئے انسان اس قدر کوشش کرتا ہے تو کیا اس لامحدود زندگی کیلئے کوئی ضرورت نہیں؟

سوال انسان کو کس طرح کا مال جمع کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؓ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے لیے وہ مال جمع کرے جو اس کے کام آئے نہ وہ کہ اسکے بعد اس کے ورثاء برباد کردیں۔

سوال وہ کیا اعمال ہیں جن کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ سے بشارت پاتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضورؓ فرماتے ہیں کہ انسان ہر وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کیلئے عبادت کی طرف توجہ کرے۔ حمد و شکر اور خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرنے کا التزام رکھے۔ امر بالمعروف کرے۔ حدود الٰہیہ کی حفاظت کرے تو وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں پاتا ہے۔

سوال حضور انور نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطاب ’’ذکرِ الٰہی‘‘ کا کیا خلاصہ بیان فرمایا

جواب حضور انور نے فرمایا: اس مضمون میں آپ نے موجودہ دور کے صوفیاء کے ذکر کی کیفیت بیان کرکے بتایا کہ ذکر چار قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا ذکر نماز ہے۔ دوسرا قرآن کریم پڑھنا۔ تیسرا اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرنا اور ان کی تکرار اور اقرار کرنا۔ چوتھا خدا تعالیٰ کی صفات پر علیحدگی میں غور کرنا اور لوگوں میں بھی اس کا اظہار کرنا۔ آپؓ نے ذکر الٰہی کو مقبول بنانے کیلئے ذرائع اور ذکر الٰہی کے خاص اوقات بھی بیان فرمائے۔ آپؓ نے نماز تہجد میں باقاعدگی کے ایک درجن سے زائد طریقے بتلائے۔ نماز میں توجہ قائم رکھنے کیلئے بائیس طریق بیان فرمائے اور ذکر الٰہی کے بارہ عظیم الشان فوائد بھی بیان فرمائے۔

سوال 1917 میں پٹیالہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کیا خطاب فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ نے ’’ربوبیت باری تعالیٰ کائنات کی ہر چیز پر محیط ہے‘‘ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

سوال حضور انور نے اس خطاب کا کیا خلاصہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی ہستی، اسلام اور قرآن کریم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود کی سچائی کو صفت ربوبیت کے حوالے سے ثابت کیا۔

سوال حضور انور نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطاب اسلام میں اختلافات کا آغاز کا کیا خلاصہ بیان کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضورؓ نے اپنے اس مقالہ میں حضرت عثمانؓ کے ابتدائی حالات، حضرت عثمانؓ کا رسول کریمؐ کی نظر میں مقام و مرتبہ، فتنہ کہاں سے پیدا ہوا؟ خلافت اسلامیہ ایک مذہبی انتظام تھا، صحابہ کی نسبت بدگمانی بلاوجہ ہے اس پر بحث کرتے ہوئے فتنہ کی وجوہ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اس کے شروع ہونے والے اسباب و عوامل بیان فرمائے۔

سوال حضور انور نے حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر تقدیر الٰہی کا کیا خلاصہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضورؓ نے اس میں مسئلہ قضا و قدر کی اہمیت بیان کی۔ وحدت الوجود کے عقیدہ کی غلطیاں ظاہر کیں اور چھ قرآنی آیات سے اس عقیدے کا ردّ فرمایا۔ مختلف قدیم و جدید اعتراضات کے جوابات بھی اس میں دیے گئے ہیں۔ آپؓ نے سات روحانی مقامات کا ذکر بھی فرمایا ہے جو انسان کو مل سکتے ہیں۔

سوال حضور انور نے آپؓ کے خطاب معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ کا کیا خلاصہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ عظیم اول کے بعد فاتح اتحادی ممالک نے دولت عثمانیہ سے صلح کی جو شرائط طے کیں وہ انتہائی ذلت آمیز تھیں۔ حضورؓ نے اس معاہدہ کی شرائط کے نقائص کی نشاندہی فرماکر اس کے بداثرات سے بچنے کیلئے مسلمانوں کے سامنے بعض تجاویز پیش فرمائیں۔ حضورؓ نے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور بہبود کیلئے بلاتاخیر ایک عالمگیر لجنہ اسلامیہ یعنی مؤتمر عالم اسلامی قائم کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

سوال حضور انور نے حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر ’’ملائکۃ اللہ‘‘ کا کیا خلاصہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضورؓ نے قرآن کریم کی رو سے ملائکہ کی حقیقت و ضرورت، ان کی اقسام، ان کے فرائض و خدمات کے علاوہ فرشتوں کے وجود پر دلائل اور ان سے متعلق شبہات و اعتراضات کے مفصل و مدلّل جوابات دیے۔ حضور نے فرشتوں سے تعلق پیدا کرنے اور ان سے فیض حاصل کرنے کے آٹھ ذرائع بیان فرمائے ہیں۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کتاب ہستی باری تعالیٰ کا کیا خلاصہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مصلح موعودؓ نے ہستی باری تعالیٰ کے آٹھ دلائل۔ خدا تعالیٰ کی صفات سے خدا کی ہستی کا ثبوت دیا اور صفات الٰہیہ کی اقسام بھی بیان کیں۔ آپؓ نے شرک کی اقسام بیان کرتے ہوئے ان کا ردّ بیان فرمایا اور رؤیتِ الٰہی، اس کے فوائد اور حصول کے طریق بھی بیان فرمائے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کتاب تحفہ شہزادہ ویلز کا کیا خلاصہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ کتاب شہزادہ ویلز کی ہندوستان آمد کے موقع پر ان کو پیش کی گئی۔ اس میں آپؓ نے حکومت وقت سے وفاداری کے اظہار کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے مختصر حالات اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیم، تاریخ اور اس کے قیام کی غرض بیان فرمائی۔ آخر میں اسے اسلام کا پیغام پہنچا کر اسلام کی طرف دعوت دی ہے۔

سوال شہزادہ ویلز پر حضور کی اس تحریر کا کیا اثر ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انہوں نے اس تحفے کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اسکا شکریہ ادا کیا اور مارچ 1922ء کو لاہور سے جموں تک کے سفر میں اسے مکمل طور پر مطالعہ کیا۔ کتاب پڑھتے پڑھتے بعض مقامات پر ان کا چہرہ گلاب کی طرح شگفتہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اس کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے صراحتاً عیسائیت سے بیزاری کا اظہار کیا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے 1924 میں ویمبلے کانفرنس میں کس موضوع پر خطاب کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضورؓ نے ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کتاب میں حضرت مصلح موعودؓ نے اسلام کی حسین تعلیم کی مختلف جہات پر نہایت شاندار انداز میں روشنی ڈالی۔ ☆☆

پردے کی اہمیت کے ضمن میں والدین کی ذمہ داریاں اور بعض تربیتی امور کا پرمعارف بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 30 جنوری 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال غض بصر کے حوالے سے حضور انور نے کیا قرآنی تعلیم بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مردوں کو حکم ہے کہ غضِّ بصر سے کام لیں۔ اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھیریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدنظری سے بچنے کا کیا طریق بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہوتا ہو کہ جس چیز پر ایک دفعہ نظر پڑ جائے پھر اس کو دیکھتے ہی چلے جانا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پرہیز گاری کا کیا اصول بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کیلئے اس تمدّنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اسکی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی۔

سوال مومن عورتوں کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مومن عورتوں کیلئے حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ ہر عورت کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو بدنامی سے بچانے کیلئے غض بصر کے حکم پر عمل کرے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس حد تک اپنی بیویوں کو پردے کی تعلیم دی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بیویوں کو یہاں تک فرمایا تھا کہ اگر مخنث آئے تو اس سے بھی پردہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ یہ باہر جا کر دوسرے مردوں سے باتیں کرے اور اس طرح اشاعت فحش کا موجب ہو۔

سوال اگر کسی عورت کو کسی غیر مرد سے بات کرنی پڑے تو وہ کس طرح کرے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کسی مجبوری کی وجہ سے کسی مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو ایسا لہجہ ہونا چاہئے جس میں تھوڑی سی بھی ملائمت نہ ہو تاکہ مرد کے دل میں کبھی کوئی براخیال نہ پیدا ہو۔

سوال حضور انور نے شادیوں پر بیرے بلانے کے متعلق کیا ہدایات دیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض جگہوں پر شادیوں پر لڑکوں کو کھانا تقسیم کرنے کیلئے بلا لیا جاتا ہے۔ ان سے پردے کا حکم ہے۔ عموماً یہ لڑکے تسلی بخش نہیں ہوتے۔ ماؤں کو بھی کچھ ہوش کرنی چاہئے کہ اپنی بچیوں کا خیال

رکھیں۔ یہ لوگ باہر جا کر تبصرے بھی کر سکتے ہیں اور خاندان کی بدنامی کا باعث بھی ہو سکتے ہیں۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شادی بیاہ کے موقع پر کس طرح کی ٹیمیں بنا کر کام کرنے کا ارشاد فرمایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا کہ احمدی لڑکے، خدام، اطفال کی ٹیم بنائی جائے جو شادیوں وغیرہ پر کام کریں۔ اس طرح احمدی معاشرے میں باہر سے لڑکے بلانے کا رواج بھی ختم ہو جائے گا۔ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ یا اگر لڑکیوں کے فنکشن ہیں تو لجنہ اماء اللہ کی لڑکیاں کام کریں۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شادی بیاہ کے موقع پر فضول خرچی کرنے والوں کو کیا نصیحت فرمائی تھی؟

جواب حضورؒ نے فرمایا: بعض لوگ دیکھا دیکھی خرچ کر رہے ہوتے ہیں تو یہ ایک طرح کا احساس کمتری ہے۔ کسی قسم کا احساس کمتری نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ ارادہ کر لیں کہ ہم نے قرآن کے حکم کی تعمیل کرنی ہے اور پاکیزگی کو بھی قائم رکھنا ہے تو کام تو ہو ہی جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کو ثواب بھی مل رہا ہوگا۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی کہ ”زینت ظاہر نہ کرو“ کیا تشریح بیان فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کا مطلب یہی ہے کہ جیسا عورتوں کو حکم ہے میک اپ وغیرہ کر کے باہر نہ پھریں۔ باقی قد کاٹھ، ہاتھ پیر، چلنا پھرنا، جب باہر نکلیں گے تو نظر آ ہی جائے گا۔ جو خود بخود ظاہر ہوتی ہو اس کے علاوہ باقی چہرے کا پردہ ہونا چاہئے اور یہی اسلام کا حکم ہے۔

سوال چہرہ کا پردہ کیوں ضروری ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں، قرآن کریم تو کہتا ہے کہ زینت چھپاؤ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ عورت کا چہرہ پردہ میں شامل ہے ورنہ اَنۡ یَّضَعۡنَ ثِیَابَہُنَّ کے یہ معنے کرنے پڑیں گے کہ مونہہ اور ہاتھ تو پہلے ہی ننگے تھے اب سینہ اور بازو بھی بلکہ سارا بدن بھی ننگا کرنا جائز ہو گیا حالانکہ اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے چہرہ کے پردہ کا کیا طریق بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضورؓ فرماتے ہیں کہ چہرے کو اس طرح چھپایا جائے کہ اس کا صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے مثلاً باریک کپڑا ڈال لیا جائے یا عرب عورتوں کی طرز کا نقاب بنا لیا جائے جس میں آنکھیں اور ناک کا نتھنا آزاد رہتا ہے۔ مگر چہرے کو پردے سے باہر نہیں رکھا جا سکتا۔

سوال بوڑھی اور کمزور عورتوں کیلئے اسلام نے پردے کا کیا حکم دیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جو جو عورتیں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں اور نکاح کے قابل نہ رہیں وہ اگر معروف پردہ چھوڑ دیں تو جائز ہے ہاں خواہ مخواہ زیور پہن کر اور بناؤ سنگار کر کے باہر نہ نکلیں یعنی پردہ ایک عمر تک ہے اس کے بعد پردہ کے احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جینز، بلاؤز یا سکرٹ کے استعمال کے متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کسی نے لکھا کہ مغربی ملک میں ملازمت کے سلسلہ میں ایک یونیفارم ہے جس میں جینز اور بلاؤز یا سکرٹ استعمال ہوتا ہے تو کیا میں یہ پہن کر کام کر سکتی ہوں۔ اس کو میں نے جواب دیا کہ اگر لمبا کوٹ پہن کر اور سکارف سر پر رکھ کر کام کرنے کی اجازت ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی اجازت نہیں۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن مجید کے اس ارشاد کی کہ ”تم عورتوں کے سامنے زینت ظاہر کر سکتی ہو“ کے کیا معنی بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بعض عورتوں کو بے حجابانہ سامنے نہیں آنا چاہئے۔ بازاری عورتیں ہیں ان سے بچنے کی تو ہر شریف عورت کوشش کرتی ہے۔ بعض عورتیں غلط قسم کے لوگوں کیلئے کام کر رہی ہوتی ہیں اور گھروں میں جا کر پہلے بڑوں سے دوستی کرتی ہیں۔ پھر بچیوں سے تعلق قائم کر کے انہیں برائیوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ تو ایسی عورتوں کے بارہ میں بھی یہ حکم ہے کہ انکو اپنے گھروں میں نہ گھسنے دو۔

سوال انٹرنیٹ کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَیں متعدد بار انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارہ میں احتیاط کا کہہ چکا ہوں۔ یہ باپوں کی بھی ذمہ داری ہے، ماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارہ میں بچوں کو ہوشیار کریں۔ خاص طور پر بچیوں کو۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ملازمین سے پردے کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض جگہوں پر رواج ہے کہ ہر قسم کے ملازمین کے سامنے بے حجابانہ آ جاتے ہیں۔ تو سوائے گھروں کے وہ ملازمین یا وہ بچے جو بچوں میں پلے بڑھے ہیں یا پھر بہت ہی ادھیڑ عمر کے ہیں، ان کے علاوہ ہر قسم کے لوگوں سے، ملازمین سے، پردہ کرنا چاہئے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے زیور کی نمائش کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہمارے معاشرے میں زیور وغیرہ کی نمائش کا بھی بہت شوق ہے۔ گو چوروں ڈاکوؤں کے خوف سے اب اس طرح تو نہیں پہنا جاتا لیکن پھر بھی شادی بیاہوں پر بعض دفعہ ہو جاتا ہے کہ راستوں سے عورتیں گزر کر جا رہی ہوتی ہیں جہاں مرد بھی کھڑے ہوتے ہیں اور وہاں زیور کی نمائش بھی ہو رہی ہوتی ہے۔ تو اس سے بھی احتیاط کرنی چاہئے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناچ یا ڈانس کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ نے پاؤں زمین پر مارنے سے ایک یہ بھی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ شریعت نے ناچ یا ڈانس کو بھی مکمل طور پر منع کر دیا ہے کیونکہ اس سے بے حیائی پھیلتی ہے اور بعض عورتیں کہتی ہیں کہ عورتیں عورتوں میں ناچ لیں تو کیا حرج ہے؟ عورتوں کے عورتوں میں ناچنے میں بھی حرج ہے۔ قرآن کریم نے کہہ دیا ہے کہ اس سے بے حیائی پھیلتی ہے تو بہر حال ہر احمدی عورت نے اس حکم کی پابندی کرنی ہے۔

سوال آگ کس آنکھ پر حرام ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہی۔ اور آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے۔ ☆☆

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

سال تک بھی ان کو بچا نہیں سکے گا ایسے خدا پر نجات کا بھروسہ رکھنا بھی سخت خطرناک ہے جو ایک سال کی حفاظت سے بھی عاجز ہے کیا ہم نے عہد نہیں کیا کہ ہمارا خدا اس سال میں ضرور ہمیں مرنے سے بچائے گا اور آتھم صاحب کو اس جہان سے رخصت کر دے گا کیونکہ وہی قادر اور سچا خدا ہے جس سے بدنصیب عیسائی منکر ہیں اور اپنے جیسے انسان کو خدا بنا بیٹھے ہیں تبھی تو بزدل ہیں اور ایک سال کے لئے بھی اس پر بھروسہ نہیں آ سکتا اور سچ ہے باطل معبودوں پر بھروسہ کیونکر ہو سکے اور نور فطرت کیونکر گواہی دیوے کہ ایسا عاجز معبود ایک سال تک بچا سکے گا بلکہ ہم نے تو اشتہار 20 ستمبر 1894 میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اگر آتھم صاحب اپنے مصنوعی خدا کو ایسا ہی کمزور اور گیا گزرا یقین کر بیٹھے ہیں تو اتنا کہہ دیں کہ وہ ابن اللہ کے نام کا خدا ایک سال تک مجھے بچا نہیں سکتا تو ہم اس اقرار کے بعد **تین دن ہی منظور کر لیں گے** مگر وہ کسی طرح میدان میں نہیں آویں گے کیونکہ جھوٹے کو اپنے جھوٹ کا دھڑکا شروع ہو جاتا ہے اور سچے کے مقابل پر آنا اس کو ایک موت کا مقابلہ معلوم ہوتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 79)

اگر عبد اللہ آتھم قسم نہ کھائے یا قسم کی سزا میعاد کے اندر نہ دیکھ لے تو ہم سچے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ہم نے تو تمام کتابیں دیکھیں اور قرآن کریم کو اول سے آخر تک پڑھا۔ مگر یہ واقعہ کسی کتاب میں نہ دیکھا کہ کبھی کسی ڈرنے والے کافر پر پتھر برسے یا کسی ہراساں اور ترساں منکر پر اسکے انکار کی وجہ سے بجلی پڑی بلکہ کفر کی سزا کیلئے دوسرا گھر موجود ہے اس دُنیا میں تو شوخوں اور منکروں اور موذیوں اور ظالموں پر جب وہ حد سے بڑھ جاتے ہیں عذاب نازل ہوتا ہے اب آنکھیں کھول کر سوچنا چاہئے کہ باوجود اس سنت قدیمہ اور موجودگی شرط کے کیوں عبد اللہ آتھم پر عذاب موت نازل ہوا ہاں اگر یہ دعویٰ کرو کہ عبد اللہ آتھم نے ایک ذرّہ حق کی طرف رجوع نہیں کیا اور نہ ڈرا تو اس وہم کی بیخ کنی کیلئے یہ سیدھا اور صاف معیار ہے کہ ہم عبد اللہ آتھم کو دو ہزار روپیہ نقد دیتے ہیں، وہ تین مرتبہ قسم کھا کر یہ اقرار کر دے کہ میں نے ایک ذرہ بھی اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا اور نہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت میرے دل میں سمائی بلکہ برابر سخت دل اور دشمن اسلام رہا اور مسیح کو برابر خدا ہی کہتا رہا، پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف دو ہزار روپیہ نہ دیں تو ہم پر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا الہام جھوٹا۔ اور اگر عبد اللہ آتھم قسم نہ کھائے یا قسم کی سزا میعاد کے اندر نہ دیکھ لے تو ہم سچے اور ہمارا الہام سچا۔ پھر بھی اگر کوئی تحکم سے ہماری تکذیب کرے اور اس معیار کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناحق سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہوگا کہ خواہ نخواہ حق سے روگردان ہوتا ہے اور اپنی شیطنت سے کوشش کرتا ہے کہ سچے جھوٹے ہو جائیں۔

عیسائیوں نے اشتہار دیا کہ خداوند مسیح نے آتھم کی جان بچائی تو پھر اب بھی خداوند مسیح جان بچائیگا، پھر اس مقابلہ سے آتھم کو کیا خوف ہے؟

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو کلموں کے مول میں خود امرتسر میں جا کر دو ہزار روپیہ دیتے ہیں مسٹر عبد اللہ آتھم اگر درحقیقت مجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلامی عظمت کی طرف رجوع نہیں کی تو وہ ضرور بلا توقف عبارت مذکورہ بالا کے موافق اقرار کر دیگا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ کر لیا پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عبد اللہ آتھم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار میں یہ کہہ کے اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبد اللہ آتھم کی جان بچائی تو پھر اب بھی خداوند مسیح جان بچائیگا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبد اللہ آتھم کو کچھ شک اور تردُّد پیدا ہو جائے اور پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہئے کیونکہ اس کی خداوندی اور قدرت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے جھوٹ کا تجربہ۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبد اللہ آتھم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ یہ باتیں سب جھوٹ ہیں کہ اس کو مسیح نے بچایا جو خود مر چکا وہ کس کو بچا سکتا ہے اور جو مر گیا وہ قادر کیونکر اور خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب نادان عیسائیوں کی تحریک سے بے باک ہو جائے گا تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بے باکی کا مزہ چکھے گا۔ غرض اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کیلئے ایک معیار پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کریگا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائیگا اور بغیر اسکے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئیگا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاویگا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ پس حلال زادہ بننے کیلئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور عیسائیوں کو غالب اور فتح یاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے۔ پس اس پر کھانا پینا حرام ہے اگر وہ اس اشتہار کو پڑھے اور مسٹر عبد اللہ آتھم کے پاس نہ جائے۔ اور اگر خداوند تعالیٰ کے خوف سے نہیں تو اس گندے لقب کے خوف سے بہت زور لگاوے کہ تا وہ کلمات مذکورہ کا اقرار کر دے اور تین ہزار روپیہ لے لے اور یہ کارروائی کر دکھاوے پھر اگر عبد اللہ آتھم میعاد قرار دادہ سے بچ جائے تو بے شک تمام دنیا میں مشہور کر دے کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور ناانصافی کی راہوں سے پیار کرتا رہے۔ (ایضاً صفحہ 30)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے دیئے گئے تین ہزار اور چار ہزار روپے کے انعامی چیلنج، اور بعض اور پُرشوکت چیلنج کا ذکر کریں گے۔ (منصور احمد مسرور) ☆......☆

ملکی رپورٹ

جماعت احمدیہ حیدرآباد کی تبلیغی و تربیتی مساعی

مورخہ یکم فروری 2021 کو حیدرآباد کے محلہ کماٹی پورہ کے پولیس اسٹیشن میں خاکسار، مکرم مبشر احمد صاحب زعیم انصار اللہ حیدرآباد اور مکرم نوید عالم صاحب صدر حلقہ بی بی بازار ایک وفد کی صورت میں گئے جہاں ایڈیشنل انسپکٹر آف پولیس سے ملاقات کی گئی۔ انہیں جماعت کے بارے میں معلومات دی گئی۔ نیز قرآن کریم مع تلگو ترجمہ، لائف آف محمدؐ اور جماعت کا لٹریچر پیش کیا نیز ہیڈ کانسٹیبل کو بھی قرآن کریم کا تلگو ترجمہ اور جماعتی کتب دی گئیں۔

مورخہ 2 فروری 2021 بروز منگل خاکسار اور مکرم نوید عالم صاحب نے کماٹی پورہ کے سب انسپکٹر سے ملاقات کی اور انہیں جماعتی کتب پیش کی گئیں۔

مورخہ 5 فروری 2021 کو احمدیہ مسجد میں ایک دیوبندی عالم محترم محمد شمس الدین صاحب تشریف لائے جن کو جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا گیا اور عقائد احمدیت، امام مہدی کا ظہور وغیرہ جماعتی لٹریچر دیا گیا۔

مورخہ 3 فروری 2021 کو احمدیہ مسجد جوبلی ہال میں مکرم عبدالقادر صاحب (سپیشل برانچ پولیس) تشریف لائے۔ انہیں تفصیل کے ساتھ جماعتی معلومات دی گئیں نیز جماعتی کتب پیش کی گئیں۔

مورخہ 14 فروری 2021 کو نماز کی اہمیت کے موضوع پر حیدرآباد کے تمام حلقہ جات کی آن لائن کلاس لگائی گئی۔ کثیر تعداد میں اطفال و والدین نے شرکت کی۔

مورخہ 27 فروری 2021 کو بعد نماز فجر احمدیہ مسجد بی بی بازار میں کتاب ’’حضرت مرزا غلام احمد اپنی تحریرات کی رو سے‘‘ کی روشنی میں درس دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد بتایا گیا اور آخر پر سامعین کے سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین۔

تقریب آمین: مورخہ 27 فروری 2021 کو احمدیہ مسجد جوبلی ہال میں مکرم نظر احمد صاحب کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ موصوف 6 ماہ قبل اپنی فیملی کے ساتھ بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے ہیں۔ موصوف بیعت سے قبل قرآن کریم پڑھنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ 6 ماہ کے عرصہ میں آپ نے قاعدہ یسرنا القرآن مکمل کیا اور اس کے بعد قرآن کریم ناظرہ بھی مکمل کرلیا الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو قرآن کریم کے علوم سے مالا مال کرے۔

(محمد کلیم خان مبلغ انچارج حیدرآباد، تلنگانہ)

مجلس انصار اللہ شموگہ کی تعلیمی و تربیتی مساعی

تربیتی اجلاس: مورخہ 24 مارچ 2021 کو جماعت احمدیہ شموگہ صوبہ کرناٹک میں مکرم میر انصار الحق صاحب ناظم ضلع شموگہ و چتر درگ کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مبارک احمد نسیم صاحب نے کی۔ عہد کے بعد مکرم عبداللہ قریشی صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ مکرم منصور محمود نوجوان نے حدیث پڑھ کر سنائی۔ مکرم سہیل علیم صاحب نے ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ سے اقتباس پیش کیا۔ مکرمہ چانہ پاشا صاحبہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پڑھ کر سنایا۔ خاکسار نے ایک نظم پیش کی جس کے بعد مکرم میر سراج الحق صاحب نے تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

وقار عمل: مورخہ 11 مارچ 2021 بروز جمعرات احمدیہ مسجد شموگہ کرناٹک میں مجلس انصار اللہ کے زیر اہتمام ایک وقار عمل کیا گیا جس میں مسجد اور اس کے صحن کی صفائی کی گئی۔ وقار عمل میں انصار کے علاوہ خدام و اطفال نے بھی شرکت کی۔

سیمینار: مورخہ 7 مارچ 2021 بروز اتوار احمدیہ مسجد شموگہ صوبہ کرناٹک میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ’’شادی بیاہ کے متعلق اسلامی تعلیمات‘‘ کے موضوع پر مکرم وسیع الرحمن صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر صدارت ایک سیمنار کا انعقاد ہوا۔ خدام اور اطفال کے علاوہ انصار بزرگان نے بھی اس میں شرکت کی۔ سیمنار کے دو حصے تھے۔ پہلے حصے میں مکرم طارق احمد ادریس صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ اخبار بدر کنڑا ایڈیشن نے تقریر کی۔ دوسرے حصے میں مکرم سید بشیر الدین محمود احمد سیکرٹری اصلاح و ارشاد، مکرم عبیداللہ قریشی صاحب نائب زعیم انصار اللہ شموگہ، مکرم طارق احمد ادریس صاحب نے سوالوں کے جواب دیئے۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

آن لائن مقابلہ کوئز: مورخہ 25-24/اپریل 2021 بروز ہفتہ مجلس انصار اللہ شموگہ کے زیر اہتمام آن لائن کوئز کا انعقاد کیا گیا جس میں انصار اللہ بھارت کی جانب سے شائع کردہ درسوں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاصہ خطبہ میں سے سوالات کیے گئے۔ انصار نے ان سوالوں کے جواب دیئے۔ لاک ڈاؤن کے باعث ماہ رمضان میں ان درسوں کی آڈیو ریکارڈنگ کر کے احباب جماعت کو پہنچائے گئے۔ (محمد عبدالغنی اشرف، زعیم مجلس انصار اللہ شموگہ، کرناٹک)

ناصرات الاحمدیہ گجرات کا تربیتی اجلاس

مورخہ 14 فروری 2021 کو بعد نماز ظہر و عصر احمد آباد مشن ہاؤس میں مکرمہ عارفہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ احمد آباد کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرمہ شمع افروز صاحبہ نے کی اور ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعد ازاں لجنہ و ناصرات نے صدر صاحبہ کے ساتھ عہد دہرایا۔ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ نے عورتوں کی ذمہ داریاں اور بچوں کی تربیت کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہ مکرمہ بشریٰ منصوری صاحبہ اور مکرمہ فائزہ کلیم صاحبہ نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ آخر پر صدر لجنہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے متعلق تقریر کی جس کے بعد عزیزہ افسانہ بانو نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ اسی روز صبح لجنہ و ناصرات کی مختلف کھیلیں بھی کروائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری تنظیم میں وہ روح پھونک دے جسکی ہمارے پیارے امام ہم سے توقع رکھتے ہیں۔ آمین۔ (پروین بانو، سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ گجرات)

تحریک جدید کی مکمل ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کو چھ ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ وکالت مال کے ریکارڈ کے جائزہ کے مطابق ابھی بہت سارے وعدہ کنندگان کے چندہ تحریک جدید قابل وصول ہیں۔ ہندوستان کے تمام ضلعی و مقامی امراء و صدر صاحبان و سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ مقامی مبلغین و معلمین کرام کے تعاون سے چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کے تعلق سے ہفتہ مال تحریک جدید منائیں تاکہ سیّدنا حضور انور کی طرف سے موصولہ ٹارگیٹ کے مطابق بلکہ اس سے زیادہ ادائیگی کی توفیق عطا ہو، آمین!

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’یہ مت خیال کرو کہ تحریک جدید میری طرف سے ہے، نہیں بلکہ اس کا ایک ایک لفظ میں قرآن کریم سے ثابت کرسکتا ہوں اور ایک ایک حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات میں دکھا سکتا ہوں مگر سوچنے والے دماغ اور ایمان لانے والے دل کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال مت کرو کہ جو مَیں نے کہا ہے وہ میری طرف سے ہے بلکہ اس نے کہا ہے جس کے ہاتھ میں تمہاری جان ہے۔ مَیں اگر مر بھی جاؤں تو وہ دوسرے سے یہی کہلوائے گا اور اس کے مرنے کے بعد کسی اَور سے۔ بہر حال چھوڑے گا نہیں جب تک تم سے اس کی پابندی نہ کرالے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 13/دسمبر 1935ء، بحوالہ الفضل 21/دسمبر 1935ء)

اللہ تعالیٰ جملہ چندہ دہندگان تحریک جدید کے اموال و نفوس میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔ آمین

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

جماعت احمدیہ برہ پورہ میں
’’شادی بیاہ کے متعلق اسلامی تعلیمات‘‘ کے موضوع پر سیمینار کا انعقاد

مورخہ 13 مارچ 2021 بروز ہفتہ مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام مکرم محمد عبدالباقی صاحب امیر ضلع بھاگلپور کی زیر صدارت ’’شادی بیاہ کے متعلق اسلامی تعلیمات‘‘ کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی عاقب احمد نائک صاحب نے کی۔ مکرم دیدار الحق صاحب معلم سلسلہ برہ پورہ نے قرآن و حدیث اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں شادی بیاہ کے بارے میں اسلامی تعلیمات بیان کیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔ (سید ابوطاہر، قائد مجلس برہ پورہ، بہار)

ہفتہ اطفال اور تقریب آمین کا انعقاد

ہفتہ اطفال: مورخہ 1 تا 7 فروری 2021 مجلس اطفال الاحمدیہ سورب ضلع کرناٹک نے ہفتہ اطفال منایا۔ روزانہ نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ آخری دن اختتامی تقریب مکرم ایم خلیل احمد صاحب امیر ضلع شموگہ و چتر درگ کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں اطفال کو انعامات سے نوازا گیا۔ اس موقع پر ایک ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئی۔

تقریب آمین: مورخہ 26 فروری 2021 بروز جمعۃ المبارک مکرم ایم رشید احمد صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی ضلع شموگہ چتر درگ کی زیر صدارت عزیزہ قدسیہ جاوید کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ عزیزہ نے آٹھ سال سے کم عمر میں قرآن مجید ناظرہ مکمل کیا ہے۔ الحمدللہ۔ بچی کی دینی و دنیاوی ترقیات اور نیک خادم دین ہونے کے لیے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (جاوید احمد سنوری، معلم سلسلہ سورب، کرناٹک)

تقریب بسم اللہ

مورخہ 14 فروری 2021 بروز اتوار عزیزم زید احمد ماگرے ابن مکرم جاوید احمد ماگرے صاحب انچارج ضلع احمد آباد کو قاعدہ یسرنا القرآن مکمل ہونے کے بعد قرآن کریم ناظرہ کا آغاز کرایا گیا۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم زید احمد کو قرآن کریم کے فہم اور اس کی نعمتوں سے مالا مال کرے آمین۔ (سید عبدالہادی کاشف، مربی سلسلہ احمد آباد، گجرات)

......☆......☆......☆......

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 6 - May - 2021 Issue. 18

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

درود کا حقیقی ادراک اگر کسی نے آج دُنیا کو دینا ہے تو ہم احمدیوں نے دینا ہے اس لئے اس رمضان میں جہاں درود کی طرف زیادہ توجہ دیں وہاں اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں جو اس درود کی قبولیت کیلئے ضروری ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30/اپریل 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے آجکل ہم ماہ رمضان میں سے گزر رہے ہیں اور دو دن تک آخری عشرے میں بھی شامل ہونے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آخری عشرے میں جہنم سے نجات دیتا ہے۔ پس ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اپنی عبادتوں کو سنوارنے اور درود اور استغفار پڑھنے توبہ کرنے دعائیں کرنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حق ادا کرنے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن کر جہنم سے بچنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ اور طریق رمضان کے آخری عشرے میں کیا تھا؟ اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ اتنی کوشش فرماتے کہ جو اس کے علاوہ کبھی دیکھنے میں نہ آتی۔

اللہ تعالیٰ کا مؤمنوں کو حکم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اُسوۂ حسنہ ہیں تم نے ان کی پیروی کرنی ہے اور اپنی استعدادوں کے مطابق اُنہی اعلیٰ معیاروں تک پہنچنے کی کوشش کرنی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے قائم فرمائے۔ تبھی اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے گا اور ہم اس راستے پر چلنے والے اور اس مقام کی طرف بڑھنے والے ہوں گے جو ایک مؤمن کا راستہ اور مقام ہے، جسے ایک مؤمن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں میں لگ جائیں۔

حضور انور نے فرمایا: آجکل احمدیوں کو تو خاص طور پر اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ بعض ملکوں میں اور خاص طور پر پاکستان میں جماعت کے خلاف مختلف کوششیں ہو رہی ہیں اور نفرت کی آگیں ہمارے خلاف بھڑکائی جا رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچا کے رکھے اور دشمن کے شر اُن پر الٹائے اور یہ وبا جو پھیلی ہوئی ہے یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی ہمیں محفوظ رکھے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بھی قبولیت دعا کے لئے بہت ضروری ہے ورنہ وہ دعائیں زمین و آسمان کے درمیان معلق ہو جاتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑ دیا وہ جنت کی راہ کھو بیٹھا۔ اسی طرح ایک یہ بھی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پہ درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ پھر یہ بھی آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر دلی خلوص سے درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا۔

حضور انور نے فرمایا: ان روایات سے درود شریف کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ درود شریف کی اہمیت کو سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی کوشش کریں۔ صرف اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے بلکہ اس لئے کہ مستقل پاکیزگی ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر فرشتے نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان پر لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد ﷺ کی طرف بھیجی تھیں اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیائے دین کیلئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحْیِی کا تعین ظاہر نہیں ہوا اس لئے وہ اختلاف میں ہیں۔ اس اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحْیِی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا: هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی یعنی محیی کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس ہم اس مسیح و مہدی کے ماننے والے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے احیائے دین کیلئے بھیجا ہے۔ ساری دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لانے کیلئے بھیجا ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اس مُحْیِی کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہوئے اس مسیح و مہدی کے معاون و مددگار بنیں۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم احمدیوں کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ پس ہمیں اب یہ دیکھنا ہے کہ کس سچائی اور گہرائی سے ہم اس فرض کو ادا کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں سے فیض اٹھانے والے بنتے ہیں۔ اگر ہم نے حقیقتاً تا قیامت ان انعاموں اور فضلوں کا وارث بننا ہے تو ہمیں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے چلے جانا ہوگا اور اگر ہم اس طرح کریں گے تو پھر ہم دیکھیں گے کہ کس طرح دشمن کے مکر اور اس کے حربے اور اسکے حملے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ درود شریف ہمیں سمجھ کر پڑھنی چاہئے۔ لہٰذا درود کی حکمت اور اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: درود میں اللھم صل پہلے رکھا گیا ہے اور اللھم بارك بعد میں۔ اللھم صل کے یہ معنے ہیں کہ اے اللہ تو زمین و آسمان کی ہر چیز کی بھلائی اپنے رسول کیلئے چاہ اور ان کو عزت و عظمت عطا فرما اور عزت و عظمت کو بڑھا۔ پس یہ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دی کہ وہ یہ چاہے کہ جو زیادہ سے زیادہ مقام ہو سکتا ہے وہ عطا فرما۔ اور اللھم بارك کے یہ معنی ہیں کہ اے اللہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اپنی رحمتیں فضل اور انعامات جو تو نے ان پر کئے ہیں انہیں اتنا بڑھا کہ سارے جہان کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر اکٹھی ہو جائیں۔ جب ہم دل میں درد رکھتے ہوئے آپ کے دین کی سربلندی اور آپ کی تمام دنیا میں حاکمیت کیلئے دعا کریں گے تو خدا تعالیٰ ہمیں بھی ان دعاؤں میں حصہ دار بنا کر ہمیں بھی درود سے فیض یاب کرے گا کیونکہ امت کیلئے بھی ساتھ ہی دعا ہے۔ جو بیج ہم لگائیں گے اس کے پھلوں سے ہم بھی فیض یاب ہوں گے کیونکہ صَلِّ ایک بیج کی صورت ہے اور بارک جو ہے اسکے پھلوں کی صورت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ خلوص دل سے خلوص نیت سے یہ سب کچھ ہو۔

پس درود کا حقیقی ادراک اگر کسی نے آج دنیا کو دینا ہے تو ہم احمدیوں نے دینا ہے اس لئے اس رمضان میں جہاں درود کی طرف زیادہ توجہ دیں وہاں اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں جو اس درود کی قبولیت کیلئے ضروری ہیں اور اگر یہ قبول ہو جائے تو انسان کو ہی اس کا فائدہ پہنچتا ہے۔ اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس کی روحانی حالت بہتر ہوتی ہے۔ عشق رسول میں حقیقی ترقی ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کا حقیقی قرب پاتا ہے اور حقیقی درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر پھر ان کی امت کی ترقی کے سامان کر رہا ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: درود شریف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے مزید ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی مؤمنوں کو فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی درود و سلام بھیجو نبی پر۔

حضور انور نے فرمایا: دوسری بات جس کی طرف میں اس وقت خاص طور پر توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ ہے استغفار۔ یعنی یہ دعا کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ یعنی میں تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے اور اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں۔ یہ ایک ایسی دعا ہے جو انتہائی اہم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

استغفار کے اصلی اور حقیقی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور انفرادیت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غفر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔ فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے قائم رکھنے والا ہے۔

پس عبادتوں کے بجا لانے کے لئے شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کے لئے استغفار ایک انتہائی اہم اور ضروری چیز ہے۔ صرف یہ نہیں کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر ہی استغفار کرنی ہے بلکہ گناہ سرزد ہونے پر بھی اور نہ سرزد ہونے پر بھی دونوں صورتوں میں استغفار انتہائی اہم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا انسان اگر سچے دل سے اور اخلاص سے رجوع کرے تو وہ غفور و رحیم ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔ یہ سمجھنا کہ کس کس گناہگار کو بخشے گا خدا تعالیٰ کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اس کی رحمت کے خزانے وسیع اور لا انتہا ہیں۔ اس کے حضور کوئی کمی نہیں اس کے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے۔ خدا کے حضور جس قدر پہنچیں گے سب اعلیٰ مدارج پائیں گے یہ یقینی وعدہ ہے۔ وہ انسان بڑا ہی بدقسمت اور بدبخت ہے جو خدا تعالیٰ سے مایوس ہو اور اس کی نزع کا وقت غفلت کی حالت میں اس پر آ جاوے۔

حضور انور نے فرمایا: پس ان دنوں میں بہت زیادہ توبہ اور استغفار ہمیں کرنی چاہئے کہ یہ رمضان کا مہینہ قبولیت دعا کا مہینہ بھی ہے اور پھر اسکا آخری عشرۃ جہنم سے بچانے والا بھی ہے۔ گناہوں سے معافی اور نیکیاں کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ملتی ہے اگر اللہ تعالیٰ سے ہم جڑ جائیں تو ہماری دنیا و عاقبت سنور جائے گی۔

رمضان کی دعاؤں میں مخالفین کے شر سے بچنے کیلئے بھی بہت دعائیں کریں۔ بعض جگہ احمدیوں پر بہت زیادہ مشکلات طاری کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے ان کو مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے۔ پھر آج کل جو کورونا کی وباء پھیلی ہوئی ہے اس سے بھی محفوظ رہنے کیلئے بہت دعا کریں اللہ تعالیٰ اس بلا سے بھی دنیا کو نجات دے ہمیں بھی محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں درود اور استغفار کرنے والا بنائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad